رجسٹرڈ ایل نمبر (۷۰۶)

پھدی اللہ لنورہ من یشاء

۹۱

اخبار

بدر

قادیان دارالامان سے ہفتہ روزہ شائع ہوتا ہے

مورخہ یکم دسمبر سنہ ۱۹۱۱ء

ضوابط

(۱) یہ پرچہ مہینہ میں دو دفعہ شائع ہوتا ہے

(۲) عام قیمت سالانہ بہ ششماہی عہ، واعظین اور طلباء سے ایک روپیہ پیشگی

(۳) امراء عظام سے امتیازی قیمت پانچ روپیہ سالانہ جو کچھ عطا کریں وہ عطیہ تصور ہوگا۔ اور ایسے حضرات کے اسمائے گرامی سرپرستان اخبار ہذا کی فہرست میں درج ہونگے ؛

مقاصد

اسلام کی خوبیوں اور اس کی برکات کا ذکر کرنا اور دیگر مذاہب پر اس کی فضیلت بیان کرنا

(۲) آریوں اور عیسائیوں کے حملوں سے اسلام کو بچانا (۳) الزامات کے گرد و غبار کو اسلام کے منور چہرہ سے بدلائل عقلی و نقلی دور کرنا (۴) تاج برطانیہ کی خیرخواہی سکھ قوم میں بانوا نانک رح جی کی تعلیم کا پرچار کرنا

نانک فقیر قوم کا گرونوی کی بنی

ایڈیٹر شیخ محمد یوسف (نومسلم) سابق سورن سنگھ کمار ودان

نمبر ۵ | جلد ۳

KHILAFAT LIBRARY

زنبیل

اعلیٰحضرت سراج الملۃ والدولۃ امیر حبیب اللہ خاں والیٔ دولت خداداد افغانستان جنگ اٹلی و ٹرکی میں ویسی ہی دلچسپی لے رہے ہیں جیسی کہ وہ جنگ روس و جاپان میں لیتے تھے۔ منشی لوگ باقاعدہ طور پر جنگ کی تازہ خبر دنکا فارسی میں ترجمہ کرکے ہر شام حضور ممدوح کے گوش گذار کرتے ہیں۔

امسال سینکڑوں مسلمان جو بعزم حج بمبئی میں گئے تھے کرایہ جہاز کے غیر معمولی طور سے گراں ہونے کیوجہ سے مایوسی کے عالم میں اپنے اپنے وطن کو واپس آگئے ہیں۔ مولوی رفیع الدین احمدؐ صاحب بیرسٹرایٹ لا نے لیجسلیٹو کونسل بمبئی کی توجہ کو اسطرف منعطف فرمایا ہے ؛

زنجبار کا سلطان بقول ڈیلی میل لندن تاج و تخت سے اپنی دست برداری کا انتظام کرنے کے لئے لندن پہنچگیا ہے ؛

بابعالی لے طرابلس میں عربوں کے قتل عام کے متعلق اطالویوں کے برخلاف جو اس بنا پر اپنی آواز بلند کی تھی کہ اطالویوں کی یہ حرکت ہیگ کنونشن ۱۹۰۷ء کے مرتبہ قواعد کے برخلاف تھی اس کا جواب دول یورپ کی طرف سے یہ موصول ہوا ہے کہ دول اس معاملے کے متعلق کوئی اور کارروائی نہیں کرسکتیں۔ البتہ اطالوی گورنمنٹ کی توجہ اُن الزامات کیطرف جو ان پر عائد کئے گئے ہیں مبذول کرائی جائیگی ؛

روما سے سرکاری تار منظر ہے کہ اطالوی فوج پر ترکوں کے حملوں کا سلسلہ برابر جاری ہے بیان کیا جاتا ہے کہ اطالویوں نے اُس فوج کی کمک کے لئے جو مقام سدی مصری میں مورچہ بند تھی توپخانہ اور پلٹنیں بھیجیں جہاں اُنھوں نے شب کو میدان جنگ پر روشنی ڈالنے کے لئے برقی روشنی کا بھی انتظام کیا۔ لیکن ترکوں نے پھر بھی ایک اور حملہ کردیا۔ وہاں موسلا دھار بارش ہورہی ہے ؛

مصر کے اخبار البریدہ نے لکھا ہے کہ اطالویوں کا سپہ سالار جنرل کناوا سات ہزار اطالوی فوج کے ساتھ گرفتار کرلیا گیا ہے۔ اور ترکوں نے مارتے مارتے اطالویوں کا بھرکس نکالدیا ہے۔ ان حالات میں عجب نہیں کہ یہ خبر صحیح ہو۔ اسبات کو تو اب اطالوی اخبار بھی تسلیم کرچکے ہیں کہ اطالوی اپنے نقصان کی خبروں کو چھپاتے ہیں

ایک مسلم ہمعصر کا نامہ نگار لکھتا ہے کہ جب سے اٹلی و ٹرکی میں جنگ شروع ہوئی ہے پیکن (چین) کے مسلمان اس میں بڑی دلچسپی لے رہے ہیں۔ ۱۳ اکتوبر کو پیکن کے کثیر التعداد مسلمانوں نے جمعہ کی نماز کے بعد سلطان ٹرکی اور اسلام کی فتحیابی کے لئے نئی مسجد میں نہایت عجز و انکساری سے دعائیں مانگیں ؛

عربی اخبارات سے معلوم ہوا کہ ترکوں کی کچھ فوجیں اٹلی کی مقبوضہ نوآبادی متعلقہ سومالی لینڈ پر قابض ہوگئیں۔ لیکن انگریزی اخبارات میں اسکا پتہ نہیں ؛

ایک ترکی ڈاکو مسمی صالح جسکا انعامی وارنٹ بابعالی کیطرف سے جاری تھا جوش اخوت سے مہم طرابلس

اسلامیہ سٹیم پریس لاہور میں چھپکر شیخ محمد یوسف کیلئے قادیان سے شائع ہوا

مذہب اسلام اور یورپین مورخ

KHILAFAT LIBRARY

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم اسلام دینا۔ مذہب اسلام کے حق میں رحمت ہے۔ اور ہر سوی اور عیسوی مذہب کو اس سے نہایت فائدے پہنچے ہیں ؂

یہ مضمون جس کے لئے اب ہم اپنے قلم کو جنبش دیتے ہیں ایک ایسا مضمون ہے کہ ہم کو اس کا لکھنا یا پڑھنا شروع کرنے سے پہلے نہایت بے تعصب دل پیدا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ طرفدار دل سچے اور صحیح نتیجے تک نہیں پہنچ سکتا۔ اس الزام کے رفع کرنے سے تو ہم مجبور ہیں کہ ہم مسلمان ہیں اور مسلمانی مذہب میں جو فی الواقع خوبی ہے اسکو ظاہر کرتے ہیں۔ مگر جہاں تک ہم سے ہو سکا ہے ہم نے نہایت ٹھنڈی طبیعت اور ناطرفدار دل اور سیدھی سادی سچی نیت سے یہ مضمون لکھا ہے۔ اور اسی لئے ہم کو یقین ہے کہ اگر ہم اپنی اس رائے پر دوسرے کو یقین نہ دلا سکینگے۔ تو اس کو رنجیدہ بھی نہیں کرینگے۔ ہمارا یہ مضمون چار حصوں پر منقسم ہے۔ پہلے حصوں میں ان فائدوں کا بیان ہے جو مذہب اسلام سے عموماً انسان کی معاشرت کو پہنچے ہیں۔

جادو وہ جو سر پہ چڑھ کے بولے

گو ہم کیسے ہی سچے دل اور نیک نیت اور بے تعصب ہو کر اس مضمون کو لکھینگے۔ مگر ہم کو نہایت افسوس ہے کہ جو بات مذہب اسلام کے متعلق ہوتی ہے اس کو عیسائی مصنف ہمیشہ بدظنی کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور نیکی کو چھوڑ کر بدی پر عمل کرتے ہیں اس لئے ہم کو توقع نہیں ہوتی کہ جو خاص ہماری رائے اس باب میں ہو وہ اسی بدگمانی اور بدظنی کی نگاہ سے نہ دیکھی جاوے۔ اس لئے ہم مناسب سمجھتے ہیں کہ اس موقع پر ہم انہیں راؤں کا بیان کریں جنکو خود بعض عیسائی مصنفوں نے انسان کے حق میں مذہب اسلام کے مفید ہونے کی نسبت لکھی ہیں۔

سر ولیم میور اور مذہب اسلام

سر ولیم میور جو ایک نہایت دیندار عیسائی ہیں۔ اور جب تک کہ علانیہ اور نہایت روشن بات نہو اسلام کے حق میں گواہی نہیں دے سکتے اپنی کتاب لائف آف محمدؐ میں جس کے لئے ہم مسلمانوں کو ان کا شکر کرنا چاہیئے ارقام فرماتے ہیں کہ ہم بلا تامل اس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اس نے (یعنی مذہب اسلام نے) ہمیشہ کے واسطے اکثر توہمات باطلہ کو جن کی تاریکی مدتوں سے عرب کے ملک جزیرہ نما پر چھا رہی تھی کو کالعدم کر دیا۔ اسلام کی صدائے جنگ روبرو بت پرستی موقوف ہو گئی۔ اور خدا کی وحدانیت اور غیر محدود کمالات اور ایک خاص اور ایک جگہ احاطہ کی ہوئی قدرت کا مسئلہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے معتقدوں کے دلوں اور جانوں میں ایسا زندہ اصول ہو گیا ہے جیسے کہ خاص حضرت محمدؐ کے دل میں تھا ؂

اسلام میں پہلی بات کیا ہے

مذہب اسلام میں سب سے پہلی بات جو خاص اسلام کے معنی ہیں یہ ہے کہ خدا کی مرضی پر توکل مطلق کرنا چاہیئے۔ بہ لحاظ معاشرت کے بھی اسلام میں کچھ کم خوبیاں نہیں ہیں۔ چنانچہ مذہب اسلام میں یہ ہدایت ہے کہ سب مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ برادرانہ محبت رکھیں۔ یتیموں کے ساتھ نیک سلوک کرنا چاہیئے۔ غلاموں کے ساتھ نہایت شفقت برتنی چاہیئے۔ نشہ کی چیزوں کی ممانعت ہے۔ مذہب اسلام اس بات پر فخر کر سکتا ہے کہ اس میں پرہیزگاری کا ایک درجہ موجود ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں پایا جاتا

ہماری ذاتی رائے

سر ولیم میور کی تحریر میں کچھ حاشیہ لکھنا چاہتا ہوں۔ میں سمجھتا ہوں کہ صدائے جنگ نے بت پرستی کو معدوم نہیں کیا۔ بلکہ اس سچے مسئلہ وحدانیت کے وعظ نے بت پرستی کو معدوم کیا ہے جس کا اثر قرآن مجید کے نہایت فصیح اور پر تاثیر فقروں سے لوگوں کے دلوں پر ہوتا تھا۔ اور نہ صرف عرب سے بت پرستی کو نیست و نابود کیا بلکہ تمام مذہبوں میں جو اسوقت رائج تھے اور وہانتک واعظوں کی آواز پہنچتی تھی اس خیال کو پیدا کر دیا کہ بت پرستی نہایت کمینہ خصلت اور ایک سخت گناہ ہے

برادرانہ دینی محبت کا برتاؤ آپس میں مسلمانوں کے ایک خدا کے ماننے والے ہونے کی وجہ سے بتایا جو ایک قدرتی رشتہ دینی بھائی ہونیکا ہے۔ مگر انسانی محبت کا برتاؤ تمام انسانوں سے بلکہ ہر ایک سے جو جگر تر رکھتا ہو برتنے کو فرمایا

غلاموں کی نسبت اگر صحیح تسلیم کیا جاوے تو اسلام نے بالکل نیست و نابود کر دیا ہے۔ اسیران جنگ کے سوا کوئی غلام نہیں ہو سکتا تھا۔ وہ بھی زمانہ جاہلیت کی رسم کے موافق۔ مگر قرآن نے امامنا بعد و اما فدا کہہ کر اسکو بھی نابود کر دیا جو لوگ اسیران جنگ کو احساناً چھوڑ دیتے ہیں نہایت اعلیٰ درجہ پاتے ہیں۔ اور جو کچھ لیکر چھوڑتے ہیں وہ اُسنے کتر گئے جاتے ہیں۔ اس حکم کے پہلے سے جو لوگ غلام رکھتے ان کی پرورش کا اسی طرح ان کو حکم دیا جسطرح کہ وہ آپ اپنی جان کی پرورش کرتے ہیں۔

ان سب باتوں کی نسبت سر ولیم میور نے مذکورہ بالا فقرہ میں اشارہ کیا ہے۔ مگر اتنی بات اور زیادہ کرنی چاہیئے تھی کہ مذہب اسلام نے قمار بازی

KHILAFAT LIBRARY

کو منع کرنے۔ اور ناشائستہ کلمات کے منہ سے نکالنے کی ممانعت سے والدین کے ساتھ محبت اور تعظیم سے پیش آنے کی تاکید سے ایک مناسب اندازہ سے خیرات دینے کی رغبت دلانے سے لوگوں کو اُن کی حاجت میں قرض حسنہ دینے سے وعدہ کے وفا کرنے کی تاکید سے جانوروں کے ساتھ رحم اور مہربانی برتنے کے حکم سے انسانوں کے اخلاق اور اُن کی حسن معاشرت میں بہت کچھ ترقی دی ہے۔

مسٹر گبن اور مذہب اسلام

مشہور اور نہایت لائق اور قابل مورخ گبن اپنی کتاب میں جہاں یہ بحث کرتے ہیں کہ حضرت محمدؐ اپنے ملک کی نسبت کیسے تھے اس طرح پر لکھتے ہیں کہ حضرت محمدؐ کی سیرت میں سب سے اخیر جو بات غور کرنے کے لائق ہے وہ یہ ہے کہ ان کا عظیم و شان لوگوں کی بھلائی اور بہبودی کے حق میں مفید ہوا یا مضر جو لوگ کہ آنحضرت صلعم کے سخت دشمن ہیں وہ بھی اور نہایت متعصب عیسائی اور یہودی بھی باوجود پیغمبر برحق نہ ماننے کے اسبات کو تو ضرور تسلیم کرینگے کہ آنحضرت صلعم نے دعوئ رسالت ایک نہایت مفید مسئلہ کی تلقین کے لئے اختیار کیا۔ گو وہ کہیں کہ صرف ہمارے ہی مذہب کا مسئلہ اس سے اچھا ہے۔ (گویا وہ اسبات کو تسلیم کرتے ہیں کہ سوائے ہمارے مذہب کے اور تمام دُنیا کے مذہبوں سے اسلام اچھا ہے۔ آنحضرت یہودیوں اور عیسائیوں کی کتب سماویہ قدیمہ کی سچائی اور پاکیزگی اور ان کے بانیوں یعنی اگلے پیغمبروں کی نیکیوں اور معجزوں اور ایمانداری کو مذہب اسلام کی بنیاد خیال کرتے تھے عرب کے بُت خدا کے تخت کے روبرو توڑ دیئے گئے اور انسان کے خون کے کفارہ کو نماز روزہ خیرات سے بدلدیا جو ایک پسندیدہ اور سیدھے سادھے طریقہ کی عبادت ہے۔ (یعنی جو انسان کی قربانی بتوں پر ہوتی تھی اُس کو معدوم کیا اور بعوض اُس کے نماز۔ روزہ اور خیرات کو بطور کفارہ قرار دیا۔) اُن کے عقبیٰ کی جزا و سزا ایسی تمثیلوں میں بیان کی جو ایک جاہل اور ہوا پرست قوم کی طبیعت کے نہایت موافق تھیں۔ شاید وہ اپنے ملک کا اخلاق اور ملکی انتظام درستی سے نہ کر سکتے ہوں۔ مگر آنحضرت نے مسلمانوں میں نیکی اور محبت کی ایک روح ڈالدی آپس میں بھلائی کرنے کی ہدایت کی اور اپنے احکام اور نصیحتوں سے انتقام کی خواہش اور بیوہ عورتوں اور یتیموں پر ظلم و ستم ہونے کو روکدیا۔ قومیں جو کہ مخالف تھیں اعتقاد میں فرمانبرداری میں متفق ہوگئیں۔ خانگی جھگڑوں میں جو بہادری بیہودہ طور سے صرف ہوتی تھی نہایت مستعدی سے ایک غیر ملک کے دشمن پر مائل ہوگئی ؛

ہماری ذاتی رائے

مسٹر گبن کی یہ رائے بھی کسی حاشیہ لکھنے کے لائق ہے۔ اس میں کچھ شک نہیں کہ مسٹر گبن ایک نہایت غیر متعصب مورخ ہے۔ اور مسلمانوں کی تواریخ بھی اس نے نہایت سچائی اور دیانتداری سے لکھی ہے۔ مگر بعض مذہبی مسائل جو اسکو تحقیق نہیں ہوئے یا غلط طور سے اس تک پہنچے یا جہاں اصلی مسئلہ اور علماء کی رائے اور اجتہاد میں اُس نے تمیز نہیں کی ان مقاموں میں اس نے نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے یا مذہب اسلام کے غلط رائے قائم کی ہے۔ اور ہم کو اس نامی مورخ کے نہایت بے تعصب ہونے کی وجہ سے یقین ہے کہ اگر صحیح مسئلہ اس تک پہنچتا تو کبھی وہ رائے قائم نہ کرتا جو اُس نے دی ؛

اُنھوں نے یہ خیال نہیں کیا کہ عقبیٰ کی سزا و جزا کا بیان غیر ممکن ہے۔ ان دیکھی۔ ان چھوئی ان چکھی۔ ان سمجھی چیز کیونکر سمجھ میں آسکتی ہے جس چیز کے لئے لفظ ہی انسان کی زبان میں نہوں وہ کیونکر بیان ہوسکتی ہے۔ کیفیت جو ایک ذاتی وجدانی چیز ہے وہ دوسرے کو کیونکر بتلائی جا سکتی ہے۔ یہ تمام امور محالات سے ہیں پس وحی یا الہام اُن کو کیونکر بیان کر سکتا ہے۔ سچا اور صحیح مسلمانی مسئلہ سزا و جزا کا یہ ہے کہ

لا عین رأت ولا اذن سمعت و لا خطر علی قلب لبشر پس کوئی بیان کرنیوالا گو کہ وہ الہام ہی کی زبان ہو جزا کو بجز اس کے کہ نہایت ہی محبوب چیز ہے اور سزا کو بجز اس کے کہ نہایت ہی موذی چیز ہے اور کچھ نہیں بتا سکتا۔ سو وہ بھی دنیا کی محبوب اور موذی چیزوں پر قیاس ہوسکتا ہے۔ نہ عقبیٰ کی واقعی محبوب اور موذی چیز پر اس لئے تمام انبیا نے دنیا ہی کی محبوب و موذی چیزوں کی تمثیل میں عقبیٰ کی سزا و جزا کا بیان کیا ہے۔ حضرت موسیٰ بھی فرمایا کرتے کہ نیک کام کروگے تو مینھ برسیگا۔ غلہ پیدا ہوگا۔ دبا نہوگی۔ گناہ کروگے تو قحط پڑیگا۔ دبا پھیلے گی۔ اُنھوں نے اپنی تمام زندگی میں عقبیٰ کا نام ہی نہیں لیا۔ کیونکہ اس زمانہ کے لوگ بجز اس کے اور کسی چیز پر سزا و جزا کا قیاس کر ہی نہیں سکتے تھے ؛

آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے سزا و جزا کا اُن دُنیاوی تمثیلوں میں بیان کیا جس پر اُس ملک کے لوگ سزا و جزا کے محبوب و موذی ہونیکا قیاس کر سکتے تھے ؛ نہ یہ کہ اُس سے وہی حقیقت مراد تھی جو اُن لفظ کے لغوی معنے تھے۔ اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم والہ واصحابہ وسلم یورپ کے کسی ٹھنڈے ملک میں پیدا ہوتے تو ضرور بجائے ٹھنڈی نہروں کے گرم پانی کی

KHILAFAT LIBRARY

نہریں۔ اور بجائے موتی کے محلوں کے آتش خانے والے محل بیان فرماتے۔ اور نہ اس سے حقیقت مراد ہوتی نہ اس سے بلکہ صرف ایک تمثیل قیاس کرنے کو تھی وہ بھی صحیح قیاس کرنے کو نہیں بلکہ قیاس مع الفارق کرنے کو جسقدر علمائے ربانی گذرے ہیں وہ سب اسی بات کے قائل ہیں۔ قُل اعوذ نے ملّا نے بلکہ کٹ ملّا ہمیشہ اُن کے برخلاف رہے ہیں۔ مگر جو حقیقت ہے وہ کسی کے مخالف یا موافق ہونے سے تبدیل نہیں ہوتی۔

اخلاقی اور ملکی انتظام کی نسبت بھی جو کچھ مسٹر گین صاحب نے لکھا حاشیہ چڑھانے کے قابل ہے۔ اخلاق کا لفظ جو اُنھوں نے استعمال کیا وہ اسپیریچوئل اور سوشل یعنی روحانی اور تمدنی برتاؤ کے شامل ہے۔ روحانی برتاؤ کی نیکی تمدنی برتاؤ کی خوبی کو لازم ہے۔ الا تمدنی برتاؤ کو روحانی نیکی یا بدی سے تعلق ہونا کچھ ضرور نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کام صرف اسپیریچوئل یعنی روحانی نیکی کا تھا۔ اور جہانتک اُسکو تمدن سے تعلق تھا بطور لزوم کے تھا نہ بطور مقصود بالذات کیونکہ وہ بطور از خود انسان کی حالت ترقی کے ساتھ ترقی پاتی جاتی ہے۔ پس یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے روحانی اخلاق کو کافی ترقی دی۔ خود مسٹر گین نے تسلیم کیا ہے۔ باقی رہی تمدنی حالت وہ ان کے اصلی کام کی جبہ پر وہ کھڑے ہوئے جزو نہ تھی گو اس میں بھی بہت کچھ ترقی ہوئی۔

ملکی انتظام محض ایک دنیاوی کام تھا اور جہاں تک جان و مال کے امن سے متعلق تھا وہ اس زمانہ کی حالت کے مطابق بطور ایک دنیاوی کام کے نہایت اعلیٰ درجہ کی ترقی پر پہنچا تھا۔ اور آئندہ کے لئے وہ انتظام یہ فرما کر کہ انتم اعلم بامور دنیاکم ان لوگوں کے ہاتھوں چھوڑا تھا جو آئندہ زمانہ میں ہوں۔ یہ ایک نہایت غلطی ہے۔ جو لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ دُنیاوی امور اور انتظام مُلکی بھی ایک جزو پیغمبری کا تھا۔

مسٹر جان ڈیون اور مذہب اسلام

مسٹر جان ڈیون پورٹ نے اپنی کتاب مسمّی اپالوجی فار دی محمدؐ اینڈ قرآن میں یہ رائے لکھی ہے کہ اسبات کا خیال کرنا جیساکہ بعضوں نے کیا ہے بہت بڑی غلطی ہے کہ قرآن میں جس عقیدہ کی تلقین کی گئی ہے اُس کی اشاعت صرف بزور شمشیر ہوئی تھی۔ کیونکہ جن لوگوں کی طبیعتیں تعصب سے مبرّا ہیں وہ سب بلا تامل اس بات کو تسلیم کرینگے کہ حضرت محمدؐ کا دین (جس کے ذریعہ سے انسانوں کے خون یعنی قربانی کے بدلے نماز اور خیرات جاری ہوئی اور جس نے عداوت اور دائمی جھگڑوں کی جگہ فیاضی اور حسن معاشرت کی ایک روح لوگوں میں پھونکدی اور جس کا اسی وجہ سے بہت بُرا اثر شایستگی پر ہوا ہوگا۔) مشرقی دُنیا کے لئے ایک حقیقی برکت تھا اور اسی وجہ سے خاصکر اُس کو ان خونریز تدبیروں کی حاجت نہ پڑی ہوگی جنکا استعمال بلا استثناء اور بلا امتیاز کے حضرت موسیٰ نے بُت پرستی کے نیست و نابود کرنے کو کیا تھا پس ایسے اعلےٰ وسیلہ کی نسبت جسکو قدرت نے بنی نوع انسان کے خیالات اور مسائل پر مدت دراز تک اثر ڈالنے کو پیدا کیا ہے گستاخانہ پیش آنا اور جاہلانہ کے مذمت کرنا کیسی لغو اور بیہودہ بات ہے۔ جب ان معاملات پر خواہ اُس مذہب کے بانی کے لحاظ سے خواہ اُس مذہب کے عجیب و غریب عروج اور ترقی کے لحاظ سے نظر کی جاوے تو بجز اس کے اور کچھ چارہ نہیں ہے کہ اس پر نہایت دل سے توجہ کی جاوے۔

اس امر میں بھی کچھ شبہ نہیں ہوسکتا کہ جن لوگوں نے مذہب اسلام اور مذہب عیسائی کی خوبیوں کو بمقابلہ ایک دوسرے کے تحقیق کیا ہے اور اُن پر غور کی ہے اُن میں سے بہت ہی کم ایسے ہیں جو اس تحقیقات میں اکثر اوقات تردد اور صرف اس بات کے تسلیم کرنے پر مجبور ہُوئے ہوں کہ مذہب اسلام کے احکام بہت ہی عمدہ اور مفید مقاصد ہیں۔ بلکہ اس بات کا اعتقاد کرنے پر بھی مجبور ہُوئے ہیں کہ آخر کار مذہب اسلام سے انسان کو فائدہ کثیر ہوگا۔

مسٹر جان ڈیون کی دوسری شہادت

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "ہر ایک طرح کی شہادت سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جن شخصوں نے فلسفہ اور علوم و فنون کو سب سے پہلے زندہ کیا جو قدیمی اور زمانہ حال کے علم ادب کے درمیان میں بطور ایک سلسلہ کے بیان کئے گئے ہیں بلاشبہ وہ ایشیا کے مسلمان اور اُندلس کے مور تھے جو خلفائے عباسیہ اور بنی اُمیہ کے عہد میں وہاں رہتے تھے۔ علم جو ابتدائے ایشیا سے یورپ میں آیا تھا اُس کا وہاں دوبارہ رواج مذہب اسلام کی دانشمندی سے ہُوا۔ یہ بات معروف و مشہور ہے کہ اہل عرب میں چھ سو برس کے قریب سے علوم و فنون جاری تھے اور جہالت میں وحشیانہ پن پھیلا ہُوا تھا اور علم ادب قریبًا نیست و نابود ہوگیا تھا۔ علاوہ اس کے یہ بات بھی تسلیم کرنی چاہیئے کہ تمام علوم طبیعات۔ ہیئت فلسفہ۔ فلسفہ۔ ریاضی جو دوسری صدی میں یورپ میں جاری تھے ابتداء عرب کے علماء سے حاصل ہوئے تھے۔ اور خصوصاً اندلس کے مسلمان یورپ کے فلسفہ کے موجد خیال کئے جاتے ہیں۔

مسٹر جان ڈیون کی تیسری شہادت

جان ڈیون پورٹ نے یہ بھی لکھا ہے کہ "یورپ مذہب اسلام کا اور بھی زیادہ ممنون ہے کیونکہ اگر اُن جھگڑوں سے جو سلطان صلاح الدین کے وقت میں بیت المقدس کی لڑائیوں میں ہوئی جسکو فریقین جہاد کہتے تھے قطع نظر کیجاوے تو بالتخصیص مسلمانوں کے سبب سے فیوڈل انتظام کی سختیاں اور امیروں کی خود مختاری یورپ سے موقوف ہو گئی جس کے باقی ماندہ اثروں پر ہمارے ملک یورپ کی آزادیوں کی نہایت بڑی عالیشاں عمارت کی بُنیاد قائم ہوئی اہل یورپ کو یہ بات بھی یاد دلانی چاہیئے کہ وہ حضرت محمدؐ کے پیروؤں کے (جو قدیمی اور زمانہ حال کے علم ادب کے درمیان میں بطور سلسلہ کے ذریعہ ہیں) اس لحاظ سے بھی ممنون ہیں کہ مغربی تاریکی کی مدت دراز میں یونانی حکما کی بہت سی کتابیں انھیں کوششوں سے فنون اور علم ریاضی اور طب وغیرہ کے بعض نہایت بڑے بڑے شعبوں کی اشاعت ہوئی ؛

KHILAFAT LIBRARY

سناتن دھرم مہامنڈل اور مجروحین جنگ

اگرچہ اس ہندوستان تیرہ خاکدان کا دامن تعصب اور عناد باہمی ناچاقی اور کھٹا پٹی سے پارہ پارہ ہے مگر الحمد للہ کہ جسطرح تیرہ وتار آسمان پر چمکدار تاری اور گھنگھور گھٹائیں اُفق کی سفید دھاریاں بے اُمیدوں کے لئے ڈھارس کا ذریعہ ہوتی ہیں اسی طرح ہندوستان میں ایسے بہی خواہ بنی نوع انسان بھی پائے جاتے ہیں جو بدون تفریق مذہب اور ذات پات کے ایک مظلوم انسان کی حالت زار پر آنسو ٹپکاتے ہوئے دامے درمے۔ مدد سے دریغ نہیں فرماتے۔ چنانچہ بھارت ورش کے ان روشن ستاروں میں سے سناتن دھرم مہامنڈل کے سکرٹری مہاراجہ صاحب طاہر پور کا نام خصوصیت سے قابل ذکر ہے سُنا گیا ہے کہ مہاراجہ صاحب طاہر پور نے ایک معقول رقم اپنی خاص جیب سے مجروح اور مظلوم ترکوں اور عربوں کے لئے عنایت فرمائی ہے۔ ہندوستان کے لئے ایسے بے تعصب انسانوں کا وجود مبارک ہے۔ اور یہ سناتن دھرم کی اُس معتدل چال کو اور بھی چار چاند لگاتا ہے جسکا برتاؤ سناتن دھرم کے شریف انسانوں کی طرف سے ان کی ہمسایہ قوموں کے ساتھ ہوتا آیا ہے۔ ہم اس بے تعصبی کے لئے مہاراجہ موصوف کو تہ دل سے مبارکباد عرض کرتے ہیں۔ مہاراجہ صاحب کی اس بے تعصبی پر آرین اخبار آگ بگولا ہو رہے مگر یہ ان کے اقتضائے طبیعت کا نتیجہ ہے اس لئے ہمیں افسوس نہیں کرنا چاہیئے ؛

مہاراجہ طاہر پور کی بے ریا ہمدردی سے مسلمانوں کو سبق

یہ کسقدر افسوس کا مقام ہے کہ جب غیر مسلم لوگ محض ہمدردی بنی نوع انسان

بنی آدم اعضائے یکدیگر ند
کہ در آفرینش ز یک جوہر ند
جو عضوے بدرد آورد روزگار
دگر عضو ہا را نماند قرار

کے جبلی اور فطری اقتضاء سے مظلوم ترکوں اور عربوں کی قابل رحم حالت سے متاثر ہو کر ان کی ہمدردی کے لئے آمادہ ہو گئے ہیں آسٹریا اور جرمنی اور انگلینڈ پریس کی روش بھی اس بات کی بیّن دلیل ہے اور پھر مہاراجہ طاہر پور کی عملی ہمدردی اسپر اور بھی چار چاند لگاتی ہے۔ مگر سخت افسوس کی بات ہے کہ بعض ناعاقبت اندیش مسلمان بعض امرا کی جھوٹی چائے پینے کے لئے اپنی ضمیر فروشی سے اسبات پر آمادہ ہو گئے ہیں کہ ہمیں مجروحین اور شہدائے جنگ سے ہمدردی نہیں کرنی چاہیئے ہائے افسوس۔ کیا اگر کسی اور خیال سے نہیں تو انسانی ہمدردی بھی ہماری جذبات سے اپیل نہیں کرتی جس کی اجازت ہماری رحمدل اور عادل گورنمنٹ عالیہ نے عطا فرمادی ہے۔ یہ بھی جانید و آخر خدا ترسی بھی کوئی چیز ہے ؛

شہدائے جنگ اور آرین پریس

ہمیں نہایت افسوس سے یہ ظاہر کرنا پڑتا ہے کہ اس وقت جبکہ کل یورپین پریس اٹلی کی بیباکی اور سفاکی سے نالاں ہے مگر ہمارے آرین دوست محض مسلمانوں کے دل دُکھانے کے لئے شہدائے جنگ اور مجروحین پر پھبتیاں اُڑا رہے ہیں۔ یہ کیوں جواب صاف جب مسلمانوں میں ہی بعض ایسے ناعاقبت اندیش ہیں جو صرف اپنی نمبرداری کو قائم رکھنے کے لئے مجروح انسانوں کی ہمدردی کو کفر سمجھتے ہوں تو ہمیں غیروں پر کیا افسوس آسکتا ہے۔ ؎

من از بیگان گاں ہرگز نہ نالم
کہ با من آنچہ کرد آں آشنا کرد

ایران کو روس کا اُلٹی میٹم

اُدھر اٹلی اور ٹرکی کی جنگ بدستور جاری ہے کہ ادھر اب ایران سے خبر آئی ہے کہ روس نے ایرانی گورنمنٹ کو اُلٹی میٹم دیدیا ہے کہ ۱۱ اکتوبر کو روسی سفیر متعینہ ایران کی جو ہتک کی گئی ہے یا تو ایران اس کے لئے معافی مانگے ورنہ اس قصور میں روس دو صوبوں غلان و

مزمذارہ پر قبضہ کریگا۔ بیان کیا جاتا ہے کہ ایرانی گورنمنٹ نے فیصلہ کرلیا ہے کہ روس کے کسی بھی مطالبہ کی تعمیل نہ کیجائیگی۔ جس کے دوسرے الفاظ میں یہ معنی ہوئے۔

روس فارس پر حملہ کریگا۔

روسی سفیر کی ہتک تو ایک بہانہ ہے دراصل میاں روس کے طیور بدلے ہوئے ہیں۔ برسوں سے دانت پیس رہا تھا لے دے کے یہ بہانہ ہاتھ آگیا۔ افسوس زبردست مارے اور رونے نہ دے۔

KHILAFAT LIBRARY

مراکش کے جھگڑے اور اٹلی اور ٹرکی کی جنگ پر مسٹر سٹیڈ ایڈیٹر رسالہ ریویو آف ریویوز لندن کی رائے

سب سے بہتر کام جو آج لسنل انسان کرسکتی ہے وہ یہ ہے کہ ایک کمیشن کے ذریعہ سے اقوام کے پاگل پن کی تحقیقات کرائے۔ جیسا کہ اس موسم گرما میں اظہار ہوا ہے۔ ایسے پاگل پن کا اظہار قوموں کی طرف سے شاذ و نادر ہی کیا گیا ہے۔ یہ امر مسلمہ ہے کہ افراد کی طرح اقوام بھی بعض اوقات پاگل ہوجایا کرتی ہیں۔ مگر کیا اس کا کبھی اس سے زیادہ ثبوت ملا ہے جیسا کہ امسال فرانس اور جرمنی کے درمیان مراکو کے بارے میں جھگڑے اور اٹلی کے ٹرپولی پر دھاوے اور آئرش ریلوے سٹرائیکوں سے ملا ہے۔ اگر عقل کی نظر سے دیکھا جاوے تو یہ کہنا مشکل ہوجاتا ہے کہ ان میں سے کسی نے زیادہ پاگل پن کا اظہار کیا خوش قسمتی سے ہر دو کا ذکر اب زمانہ ماضی میں ہوسکتا ہے۔ مگر جب وہ دن حالتیں موجود تھیں تو ایک مشاہدہ کنندہ کو اس قسم کا احساس ہوتا تھا گویا کہ وہ ایسے پاگل خانہ میں ہے جس کے پاگل آزاد ہوگئے ہیں۔

مراکو کا جھگڑا

مثال کے طور پر آپ فرانس کی کارروائی کو ہی لے لیں۔ جس نے کہ سوچ بچار کر مقام فیض پر دھاوا کرنے سے مراکو کا جھگڑا شروع کیا۔ فرانس کا دندان آز کئی سال سے مراکو پر تھا مگر اس کے پاس کافی نوآبادی کی فوج نہ تھی جو مراکو کو فتح کرے اور ایسی زبردست قوم کو زیر کرے کہ جس نے ان کے اقبال کے دنوں میں قدیمی روم اور سپین کی سپاہ کے دانت کھٹے کئے تھے۔ ابھی چند سال کا عرصہ گذرا کہ سات بڑی طاقتوں نے متحد ہوکر مراکو کے آئندہ انتظام کے لئے تمام کا حصہ یکساں قرار دیتے ہوئے اور مراکو کے اصلی بادشاہ کی آزادی کو قائم رکھتے ہوئے باہمی عہدنامہ کیا تھا۔ بحرالکاہل کے ذریعہ مراکو میں مغربی تہذیب کے داخلے کی روک تھام کا بھی اچھی طرح ذکر کیا گیا تھا اگر اس پر نیک نیتی اور دیانتداری سے عمل کیا جاتا تو فرانس سلطان کے مقبوضات میں امن وامان قائم رکھ سکتا تھا۔ مگر چونکہ فرانس کو اس وقت تک چین نہ آتا جب تک وہ مراکو کا واحد مالک نہ بن جاتا۔ اس لئے اس نے فیض پر قبضہ کرلیا۔ اور بہانہ کیا گیا کہ وہاں کی بدامنی کو دور کرنے کے لئے ایسا کیا گیا ہے۔ اس کارروائی کا نتیجہ یہ ہوا کہ افسوس سر ایڈورڈ گرے نے بھی فرانس کی اس کارروائی کی حمائت کی اسپین والوں نے بھی ایسے ہی بہانوں پر اپنے لئے رکھے ہوئے مراکو کے صوبوں پر دھاوا بولدیا اور جرمنی والوں نے بھی اگادر شہر پر جنگی جہاز چڑھا دیا۔ اس لئے چند ماہ کے لئے یورپ کے امن میں خلل ڈالنے کے لئے مراکو کا جھگڑا کھڑا کیا گیا۔

جھگڑے بچاؤ کی صورت

اگر عہدنامہ کی تقدیس کا ذرا بھی پاس ہوتا تو عہدنامہ کے دستخط کنندگان کو چاہئے تھا کہ ان تمام طاقتوں کو بلاتے جن میں کہ جھگڑا تھا اور بلاکر ان کو یا تو اپنے تمام جھگڑوں کو عدالت ہیگ کے سامنے پیش کرنے کے لئے کہتے یا ایک اور کانفرنس کے سامنے تمام معاملہ پھر سے رکھدیتے۔ موخرالذکر طریقہ تجویز کیا گیا تھا مگر جرمنی کسی کی کب سنتا تھا کسی کا اتنا حوصلہ نہ پڑا کہ عدالت ہیگ سے اس بات کا فیصلہ طلب کرتا کہ آیا فرانس نے فیض پر دھاوا کرکے عہدنامہ کے قوانین کو توڑا ہے یا نہیں۔ سرکار برطانیہ تو یہ فیصلہ اس لئے طلب نہیں کرسکتی تھی کہ ایڈورڈ گرے نے فرانس کی اس کارروائی کو پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا تھا۔ دیگر تمام دستخط کنندگان معاہدہ کو بھی دخل دینے کا حوصلہ نہوا۔ مگر ایک امریکن گورنمنٹ ہی تھی جو بغیر خطرے کے دعوے کے ساتھ یہ تجویز پیش کرسکتی تھی مگر اس نے بھی اپنے فرائض سے کوتاہی کی۔ ہیگ کنونشن کے تمام دستخط کنندگان جنہوں نے یہ اپنے ذمہ فرض لیا ہوا تھا کہ تمام جھگڑا کرنے والوں کو امن قائم کرنیوالی کل ہیگ کنونشن کی طرف رجوع دلاوینگے۔ ان میں سے کسی نے بھی اپنے فرض کو ادا نہ کیا ہیگ تو فیصلہ کرنے کے لئے کھلی پڑی ہے مگر معاملات کو جان بوجھ کر ابتر ہونے دیا۔ اور کسی مہذب گورنمنٹ نے کوشش نہ کی کہ جھگڑنے والی طاقتوں کو ایک مسلمہ اور غیر طرفدارانہ عدالت سے فیصلہ کرانے کی طرف رجوع دلاتے۔

مراکو کا سوال بین الاقوام نکتہ خیال سے

مراکو کا سوال جو ایک عام بین الاقوام مسئلہ تھا اس طرح حل کیا گیا گویا وہ فرانس و جرمنی کا ذاتی سوال تھا۔ سلطان مراکو اور اس کی رعایا کے حقوق کا مطلق خیال نہ رکھا گیا جرمنی کہتا ہے کہ "اگر میں مراکو میں تمہاری محافظت کے

KHILAFAT LIBRARY

حق کو قبول کریں تو تم مجھے فرنچ کانگو میں سے کتنا حصہ دو گے۔ فرانس جواب دیتا ہے کہ اگر میں تمکو فرنچ کانگو کا حصہ دے دوں کیا تم مجھے مراکو میں آزادانہ حکومت کرنے دینے کا وعدہ کرتے ہو۔ جرمنی جواب دیتا ہے بیشک۔ لیکن ان شرطوں کے ساتھ۔ فرانس جواب دیتا ہے اور میں آپکا کچھ بھی نہ دینے کے لئے مشکور رہوں۔ اس کے بعد دونوں قوموں کی طرف سے فوجوں کی نمایش ہوئی تب فرانسیسی لوگوں نے جرمن کے بنکوں سے اپنا روپیہ جو اُنھوں نے اُنھیں قرضہ دیا ہوا تھا واپس لینا شروع کر دیا۔ اور جرمنی کے بھی تھوڑے تھوڑے جمع کرنیوالوں نے جرمنی کے بنکوں سے روپیہ نکالنا شروع کر دیا۔ اس اثناء میں صلح کی شرائط طے ہو رہی تھیں۔ جرمنی نے ایک کے بعد دوسرا کر کے تمام دعوؤں کو چھوڑ دیا۔ اور آخر کار ایک ہمسایہ علاقہ کو دبانے کا جسپر کہ پانچ طاقتوں کا یکساں حق تھا باہمی رضامندی سے فیصلہ ہو گیا۔ اس معمولی سی بات کے لئے دو ماہ تک یورپ کو جنگ کا منتظر رکھا گیا۔ اتنا مراکو کی تجارت سے فائدہ نہیں ہو سکتا تھا جتنا اس معاملہ پر خرچ کر لیا گیا ہے

اٹلی اور ٹرکی کا جنگ

اٹلی والے باوجود ابی سینیا کے تلخ تجربہ کے اپنی سلطنت افریقہ میں قائم کرنے کی ہوس کو دبا نہ سکے اونھوں نے ایک اور کوشش کی گذشتہ ماہ غالباً فرانس کے مراکو پر قبضہ حاصل کرنے کی کامیابی سے اُکسائے جاکر وہ ٹریپولی پر اُتر پڑے ہمارے وقت میں بین الاقوام کی ایسی عاصبانہ اور قزاقانہ کارروائی کی شاذ ہی کوئی مثال ہو گی اور جو بہانے اس کارروائی کے لئے پیش کئے گئے وہ بہت ہی کمزور ہیں۔ چند سو اطالین طرابلس میں رہتے ہیں ان کو چند شکایات تھیں (ہر ایک ملک میں غیر قوم کے لوگوں کو کچھ نہ کچھ شکایات ہوتی ہیں) اس لئے اٹلی اپنے جنگی جہاز لیکر ساحل پر اُتر پڑا۔ تاکہ ٹریپولی پر قبضہ کرے۔ اٹلی نے بھی ہیگ کنونشن پر دستخط کئے تھے کہ جب کبھی ایسا جھگڑا اُٹھیگا جو بین الاقوام امن و امان میں خلل ہو گا تو اس پنچایت سے فیصلہ طلب کیا جاویگا۔ یہ ایک جھگڑا ہے جو واقعات کے اختلاف کے لحاظ سے اُٹھ کھڑا ہوا ہے اس کا ایک بین الاقوامی کمیشن کے ذریعہ کیوں فیصلہ نہو؟ تمام دستخط کنندہ طاقتوں نے اقرار کیا تھا کہ جب کبھی ایسے جھگڑے اُٹھینگے کہ جن سے جنگ کا احتمال ہو تو وہ اپنا فرض سمجھینگے کہ جھگڑنیوالوں کو امن قائم رکھنے والی ہیگ عدالت کیطرف رجوع دلائیں اور اُن تمام نے ایسا کئے جانے کو غیر دوستانہ کارروائی نہ سمجھنے کا وعدہ کیا۔ مگر اب کسی طاقت نے بھی اپنا فرض کیوں ادا نہیں کیا؟ (پرکاش)

کیا مجروحین و شہدائے جنگ سے ہمدردی کرنا گناہ ہے

کل ایک معزز دوست دفتر نور میں تشریف لائے جنگ اٹلی و ٹرکی کے متعلق ذکر چل پڑا۔ اثناء گفتگو میں دوست موصوف نے یہ فرمایا کہ مجروحین سے ہمدردی کرنا ہمارا فرض نہیں ہے۔ کیونکہ آجتک اُنھوں نے کبھی مسلمانان ہند کے ساتھ ہمدردی ظاہر کرنیکی کوشش نہیں کی اور نا ہی ترکوں کو اسلام سے کچھ ایسا چنداں پیار رہے۔ سرسید احمد خان کے وقت میں ایک معزز لائق ترک ہندوستان کی سیاحت کے لئے آیا۔ اور جب علی گڈھ پہنچا تو سرسید نے اس ترک کو کہا (جو عربی میں بلا روک ٹوک لیکچر دے سکتا تھا) کہ آپ کالج کے ہال میں عربی میں ایک لیکچر دیں تو اُس ترک نے کہا کہ ہم ترکی کو عربی پر ترجیح دیتے ہیں اس لئے میں اپنی مادری زبان یعنی ترکی میں ہی لیکچر دونگا۔ سرسید نے بہت زور لگایا کہ یہاں کوئی ترکی نہیں سمجھتا۔ آپ ماشاء اللہ عربی میں خوب لیکچر دے سکتے ہیں۔ اور یہاں عربی کو اکثر آدمی سمجھ سکتے ہیں آپ عربی میں ہی لیکچر دیں۔ مگر اُس ترک نے ایک نہ مانی دوم وہ لوگ کھلم کھلا داڑھیوں کا صفایا کراتے ہیں۔ اور مذہب کی رُو سے کوئی عیب نہیں سمجھتے سوم اُنھوں نے اپنے سرکاری کاغذات سے عربی کو بالکل نکالدیا ہے۔ اور اس کی جگہ ترکی کو ترجیح دی ہے۔

چہارم اگر کوئی ہندوستانی مسلمان ٹرکی میں چلا جاوے تو وہ اُسے نفرت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ خود پسند ہیں۔ اپنی برابر کسی کو نہیں سمجھتے

ہمارا جواب

ہم نے اپنے معزز دوست کی باتوں کو نہایت غور سے سنا اور اس کے بعد اور چند دوستوں سے بھی ہمیں ملنے کا اتفاق ہوا۔ جنھوں نے بھی اپنے خیالات کو قریب قریب ایسا ہی ظاہر کیا۔ اس کے متعلق ایڈیٹر نور نے جو کچھ اُن دوستوں کو کہا۔ (جس کو سنکر بعض دوستوں نے بھی اپنی غلطی کا اعتراف کیا اس لئے میں اپنی رائے کو عام کرنے کے لئے اخبار میں درج کرنا مناسب سمجھتا ہوں)

"مومن تنگ دل نہیں ہوتا"

داڑھی مونچھ کا جھگڑا کوئی ہمارے اور شہدائے جنگ کے درمیان بُعد یا سدِ سکندری حائل نہیں کرتا۔ جس کی بنا پر ہم اُن سے ایسی نفرت کریں۔ اور نعوذ باللہ انھیں دائرہ ہمدردی سے باہر تصور کریں اگر ہماری محبت اور دوستی کا دار و مدار صرف داڑھی اور مونچھ کی بنا پر ہی وابستہ ہے تو ہمیں بھائی پھولا سنگھ جی سے سب سے زیادہ محبت کرنی چاہیئے دوم جو ترکوں نے ترکی کو عربی پر ترجیح دی ہے یہ امر واقعی ان کی ناعاقبت اندیشی پر دلالت کرتا ہے اور اگر ترک عاقبت اندیش ہوتے تو امیر عبدالرحمن خاں کے پیش کردہ تجویز پر ضرور عمل پیرا ہو جاتے۔ تو آج کوئی مادی طاقت ان

KHILAFAT LIBRARY

کی طرف آنکھ اُٹھا کر بھی نہ دیکھ سکتی۔ مگر خود کردہ را علاجِ نیست۔

سوم جو اجنبی مسلمان کو نفرت کی نگاہ سے دیکھنے کا سوال ہی ہمیں اسبات کا تجربہ نہیں۔ ممکن ہے کہ یارانِ وطن نے بے پر کی اُڑا دی ہو۔ بفرض محال اگر ایسا ہو بھی تو مومن کا فرض ہے کہ کیکی بدی کو نیکی سے بدل دے۔ ترک کیا اگر غیر مسلم بھی مجروح اور مظلوم ہو تو ہمارا نور ایمان اور ہمارا پیارا اسلام ہم پر فرض کرتا ہے کہ ہم اس کے ساتھ انسانی ہمدردی کریں۔ اور پھر مجروحین تو مسلمان ہیں۔ کلمہ گو ہیں بہرحال عقلمندی اس میں ہی ہے کہ ہم کیکی بدی کو نیکی سے بدلدیں۔ ہمارے مذہب کی یہی تعلیم ہے۔

شہنشاہ قیصر ہند کے قدوم میمنت لزوم ہندوستان میں

یہ خبر برقی رو کی طرح شمال سے لیکر جنوب تک اور مشرق سے لیکر مغرب تک پھیل گئی ہے کہ ہز گریشس مجسٹی جارج پنجم قیصر ہند اپنے قدوم میمنت لزوم سے ہندوستان کی زمین کو سرسبز اور شاداب کرنے والے ہیں۔ اہل ہند اپنے بادشاہ سلامت کے مبارک درشنوں کے ازحد پیاسے تھے۔ مدت دراز سے ان کی آنکھیں اپنے بادشاہ سلامت کی زیارت کے انتظار میں لگ رہی تھیں۔ اگر ہزاروں سال نہیں تو سینکڑوں سال تو ضرور ہی اہل ہند کو اپنے بادشاہ سلامت کی مبارک صورت دیکھے ہوئے ہو گئے تھے۔

اور پھر بادشاہ بھی وہ بادشاہ اور امن کا شہزادہ جس نے برچھا گردی اور جنگ وجدل اور سفاکی اور بے امنی اور افراتفری اور بیچینی کو ہٹا کر امن کا جھنڈا بلند کیا۔ اہل ہند کو وہ زمانہ بھولا نہیں ہوگا جبکہ اکیلا دُکیلا کا سفر کرنا گویا اپنی جان کو ہتھیلی پر رکھنے سے کم نہیں سمجھا جاتا تھا۔ مستورات کے لئے گھر سے باہر قدم نکالنا گویا اپنے آپ کو موت کے منہ میں جھونکنا تھا۔ ہزاروں بیقصور اور بیخطا عورتیں بے رحم ہاتھوں سے زندہ چتا میں جھونکی جاتی تھیں۔ مگر ہمارے شہنشاہ معظم کی نظر کیمیا اثر سے یہ کل کے کل ظلم اور تشدد موقوف ہو کر راحت اور آرام سے بدل گئے۔ جہاں لوگوں کے لئے سفر کرنا سقر سے کم نہ تھا وہاں آج ایک پانچ سال کا بچہ بھی ہمالہ کی چوٹی سے شروع ہو کر راس کماری تک نہایت امن و آرام سے سفر کر سکتا ہے۔

جہاں آج سے کچھ عرصہ پہلے بڑے چھوٹوں کو ستاتے اور زبردست عاجزوں کو کھاتے تھے وہاں آج شیر اور بکری ایک گھاٹ پانی پی رہے ہیں۔ پھر کیا وجہ کہ کل کے کل اہل ہند یک زبان ہو کر یہ نہ کہیں کہ ؎

وہ آئیں گھر میں ہمارے خدا کی قدرت ہے
کبھی ہم اُن کو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

اور پھر مسلمان جو اپنے بادشاہوں کو ظل سبحانی سمجھتے ہیں اور جن کی مقدس کتاب میں یہ حکم ہے

هل جزاء الاحسان الا الاحسان

وہ کیوں نہ اس غیر معمولی خوشی میں اپنے گھر میں گھی کے چراغ جلائیں۔ بہرحال یہ مبارک موقع ہندوستان کی تاریخ میں جلی حروف سے لکھا جائیگا۔ نا صرف ہندوستان کی تاریخ میں بلکہ کل دُنیا کی تاریخ میں۔ کیونکہ اس سے پہلی دُنیا کی تاریخ میں کبھی ایسی نظیر نہیں پائی جاتی ہمارے شہنشاہ معظم کے اقبال کی عظمت کی دلیل اس سے بڑھ کر اور کیا ہو سکتی ہے کہ بارہویں صدی میں برطانیہ کے ایک بادشاہ کو یورپ سے باہر قدم رکھنے کا اتفاق ہوا تھا اور یا آج ہمارا شہنشاہ معظم سات سمندر چیرتا ہُوا ہندوستان میں قدم رنجہ فرما کر اپنی رعایا کو اپنے مبارک درشنوں سے ڈھارس بندھاتا ہے۔ آؤ ہم سب ملکر اللہ تعالیٰ کی درگاہ میں دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے شہنشاہ معظم کو اس سے بھی بڑھکر اقبال عطا فرماوے۔ تاکہ ہم اپنے بادشاہ مبارک کے ظل سبحانی میں نہایت امن و چین سے زندگی بسر کرتے رہیں۔ نور کے سب ناظرین ملکر کہیں آمین!

نور کی توسیع اشاعت کا سوال

یہ امر نور کے ناظرین سے پوشیدہ نہیں کہ آپ کا نور کس طرح خلوص قلب اور صدق نیت سے پیارے اسلام کی بیجا آوری خدمت میں مشغول ہے دوست اور دشمن اس بات کو مان گئے ہیں کہ مذہبی پرچوں میں نور ایک خاص درجہ رکھتا ہے۔ مگر افسوس ابھی تک اس کی خریداری ہزار سے زیادہ نہیں ہوئی۔ کیا یہی خواہاں ملت اور خیر خواہان نور کے لئے یہ امر قابل افسوس نہیں ہوگا کہ جہاں غیر مسلم آریہ وغیرہ کے گھٹیل سے گھٹیل مذہبی پرچوں کی اشاعت دو تین ہزار سے کم نہیں وہاں آپ کے پیارے نور کی اشاعت ایک ہزار سے زیادہ نہیں۔ ہم نے نہایت سوچ سمجھ کر یہ سوال نور سے محبت رکھنے والوں کے سامنے رکھا تھا کہ اگر ہر ایک خریدار کم از کم نور کے لئے ایک ایک خریدار دیدے تو یہ سوال ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی طے ہو سکتا ہے۔ مگر افسوس اب تک ہزار آدمیوں میں سے صرف ۶۰ نے یہ فرض ادا کیا ہے باقیوں پر یہ سوال یوں کا دُوں ہی ہے اگر نور کا ہر ایک خریدار نور کے لئے ایک ایک خریدار پیدا کر دے تو یہ سوال ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی طے ہو سکتا ہے۔

وہ کونسا آدمی ہوگا جس کے ایک یا دو دوست آشنا نہوں اور وہ کونسے دوست ہونگے جو دوست کا کہا نہ مانیں۔ مگر توجہ درکار ہے۔

اس لئے اگر نور کا ہر ایک خریدار کم از کم ایک ایک خریدار دیدے تو یہ سوال ایک ہفتہ کے اندر اندر ہی طے ہو سکتا ہے۔ پہلے نور ۱۲ صفحہ کا تھا اب ہم نے ایک سال سے ۱۶ صفحہ کا کر دیا ہے۔ ہم دامے۔ درمے دھن تن سے نور کو دلچسپ بنانے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کرتے۔ مگر بہی خواہاں ملت کا یہی فرض ہے کہ وہ اپنے پیارے نور کے لئے کم از کم ایک ایک خریدار پیدا کر کے اپنے پیارے نور کی کرنوں کو دور دور تک پھیلائیں ❊ خدا ہی ہے جو اس نیک تحریک کے لئے ہمارے دوستوں کے دلوں کو جنبش دے ❊

مدرسوں کی تنخواہ

پنجاب میں ابتک پرائمری سکول کے مدرسوں کی تنخواہیں دس وبارہ تھیں۔ مگر اب گورنمنٹ نے مدرس اول کی تنخواہ پندرہ اور دوم کی بارہ مقرر کر دی ہے۔ جس کے لئے ہم گورنمنٹ عالیہ کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔ بہتر ہو کہ مدرسوں کو پنشن بھی دیجایا کرے کیونکہ بوڑھے ہو کر جب وہ ملازمت سے ریٹائر کئے جاتے ہیں تو بعینہ ان کی حالت ہوتی ہے

سینگ ہلے اور کھُر گھسے کندھا بوجھ نہ لے
ایسے بوڑھے بیل کو کون باندھ کھُبس دے

چین کا انقلاب

برابر بڑھتا چلا جا رہا ہے شاہی جنگی بیڑے بھی باغیوں کے ساتھ مل گئے ہیں۔ شنگھائی و پیکن کے اطراف میں باغی فوجیں پڑی ہیں۔ اور تمام ریلوے لائنوں پر باغیوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ چین کے مالدار اور ڈرپوک باشندے ہزاروں کی تعداد میں غیر ممالک کو جا رہے ہیں اور اُمید ہے کہ بہت ہی جلد انقلاب پیدا کرنیوالی پارٹی تاج و تخت پر قابض ہو جائیگی۔ لیکن حکومت کی تبدیلی کے لئے چین کو بڑی بھاری قربانی دینی پڑیگی۔ کیونکہ حکمراں پنچو قوم آسانی سے تاج و تخت باغیوں کے سپرد نہ کریگی۔ بلکہ سخت خونریزی ہوگی۔ غالباً اسی اندیشہ کی بنا پر دول یورپ کی فوجیں بھی چین میں پہنچ گئی ہیں۔

ایک طرف اٹلی و ٹرکی کی جنگ۔ دوسری طرف روس کا ایران پر دانت پیسنا۔ تیسری طرف چین کا انقلاب یہ بتلا رہا ہے کہ دُنیا میں اب کچھ ہونیوالا ہے خدا رحم کرے۔

KHILAFAT LIBRARY

طرابلس کا جغرافیہ اور اُس کی تاریخ۔

یہ ایک وسیع صوبہ دولت عثمانیہ کا افریقہ میں واقعہ ہے اس کے شمال میں بحر متوسط مشرق میں صحرائے لیبار اور برقہ جنوب میں فزان اور صحرائے مذکور مغرب میں بھی وہی صحرا اور تونس اور بلاد الجیریا ہے۔ اور وہ ارض شمالی ۲۰ اور ۳۴ درجوں کے مابین ہے۔ کل مساحت ایک لاکھ ۶۵ ہزار مربع میل ہے اور انتہائی طوالت چھ سو پچاس میل کی ہوتی ہے۔ جبکہ اس کا عرض ایک سو تین اور تین سو میل کے درمیان ہے یہاں کی آبادی ۷ لاکھ پچاس ہزار کی ہے۔ جب ہم برقہ اور فزان کو بھی اس کے ساتھ شامل کر دینگے تو مساحت کا شمار اور آبادی کی تعداد دوگنی ہو جائیگی۔ اگرچہ یہ ملک چھ سو میل ساحل بحر پر دراز ہے۔ مگر سارے صوبہ میں بجز بندر طرابلس کے کوئی اور بندر اور لنگر گاہ نہیں ہے اس ملک کے چار حصے ہیں۔ ایک طرابلس پریسیڈنسی۔ دوسرا الحمص پریسیڈنسی تیسرا جبل غربیہ پریسیڈنسی چوتھا فیضان پریسیڈنسی ملک خوبصورت ہے۔ مگر پانی کی قلت ہے بجز جاڑوں کے تمام موسموں میں اکثر ہوائیں سوکھی پڑی رہتی ہیں۔ اندرون ملک میں بڑے بڑے گھنے جنگل ہیں جن میں راستہ کا نام نشان نہیں ہے۔ اور شمال و مشرق میں ریگستان اور صحرا ہیں۔ جہاں گھاس کی پتی تک پیدا نہیں ہوتی۔ جنوب میں کالے کالے پہاڑوں کا سلسلہ ہے۔ اور اس سلسلہ کے ڈھالوں اور اُتار چڑھاؤ میں ساری زمینیں نہایت سرسبز و شاداب ہیں ایسی کہ دیکھنے والوں کے دلوں میں طراوت پیدا ہوتی ہے مغرب میں دو پہاڑی سلسلہ یکساں ساحل بحر تک چلے گئے ہیں۔ ایک کی مسافت ساحل بحر تک چوبیس میل کی ہے اور دوسرے کی تیس میل کی اور پہلے کی بلندی کوئی دو ہزار قدم ہوگی۔ ان سلسلوں کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ دونوں آتش فشاں پہاڑ ہیں۔ ان کے درمیان جو بلند اراضی ہے نہایت سرسبز ہیں جن میں بڑی پیداوار ہوتی ہے یہاں سب زمینیں پیداوار کے لحاظ سے ایک ہی قوت کی زمینیں ہیں کچھ ایسی ہیں کہ جن میں ذرا بھی نمو کی قوت نہیں۔ اور کچھ ایسی ہیں کہ جو اپنی بساط سے بڑھ کر پیداوار دیتی اور ہر طرح قابل زراعت ہیں ان زمینوں کی نہروں اور برساتی سے سیرابی ہوتی ہے۔ مالک غلہ سے بڑا نفع کماتے ہیں میدانوں اور پہاڑوں میں کاشت ہوتی ہے۔ یہاں کی بڑی پیداوار انجیر۔ زیتون۔ انگور۔ بادام ہیں۔ ان کے سوا بہت سے اچھے اچھے پھل بھی پیدا ہوتے ہیں۔ چارپائے جانور یہاں کثرت سے ہیں اور اُن کے چرنے کے لئے قدرتی چراگاہیں بھی ہیں۔ سارے ملک میں نہایت سرسبز علاقہ وہ ہے جو شہر طرابلس کے آس پاس ہے۔ اس علاقہ میں گیہوں جو جوار۔ باجرہ روئی وغیرہ۔ زعفران اور میوہ جات کثرت سے ہوتے ہیں۔ ملک کے شمالی حصہ میں نومبر سے مارچ تک خوب بارش ہوتی ہے مگر اور مہینوں میں ایک قطرہ بھی آسمان سے نہیں برستا۔ البتہ شبنم زیادہ ہوتی ہے۔ اور ہوائے سموم کے دنوں میں حرارت زیادہ بڑھ جاتی ہے۔ جاڑوں میں حالت یکساں نہیں رہتی۔ راتوں میں کہر چھایا ہوا ہوتا ہے اور دن میں حرارت تیس درجے سینکڑہ تک جا پہنچتی ہے۔ ہوا کی حالت اچھی ہے۔ لوگ اکثر تندرست رہتے ہیں۔ بیماری بہت کم آتی ہیں۔ ہاں البتہ موسم

KHILAFAT LIBRARY

خزاں میں ذرہ امراض کی زیادتی ہو جاتی ہے۔ طرابلس میں وحشی اور پالتو حیوانات بکثرت ہیں۔ گھوڑا تو یہاں جیسا اصیل ہوتا ہے اور جگہ کم ملیگا۔ بکروں کی بہتات اس سے ظاہر ہے کہ یہاں سے اور ممالک کو سوداگر آتے جاتے ہیں۔ اونٹ تو یہاں کے جہاز ہیں۔ کوئی مقام ایسا نہیں ہے جہاں یہ نہوں جنگلوں میں بھیڑیئے۔ چرخ۔ لومڑیاں۔ ہرن۔ اونٹ خرگوش وغیرہ موجود ہیں۔ صحرا کے حدود میں شتر مرغ ملتا ہے شتر مرغ کے سوا ایسے پرند بھی پائے جاتے ہیں جو جنوبی یورپ میں نظر آتے ہیں۔ یہاں کے لوگ شہد کی مکھیوں کو پال کر شہد نکالتے ہیں۔ یہاں انڈے کثرت سے ملتے ہیں عرب ان سے اپنے لئے ایک لذیذ غذا تیار کرتے ہیں جسطرح بادیہ عرب کے رہنے والے تیار کرتے ہیں۔ یہاں کا لین دین بھی ذرہ وسیع ہے۔ ملک میں ہر طرف اونی کپڑوں کے کارخانے بھی ہیں بکروں کے بالوں سے ڈیروں کے لئے کمبل بنے جاتے ہیں ریشم کا کپڑا بھی بنا جاتا ہے۔ اور روئی کا کپڑا بھی بنتا ہے سمندر کے ذریعہ یہاں کی جو اشیاء باہر روانہ کی جاتی ہیں وہ یہ ہیں۔ اون۔ بکرے۔ چمڑہ کمبل زرغام۔ شتر مرغ کے پر۔ ہاتھی دانت۔ گوند خشک میوہ جات۔ سنا۔ بکروں کی چربی اور نمک۔ اور جو چیزیں یہاں آتی ہیں وہ یہ ہیں۔ کپڑے۔ مصالحے شکریں۔ طرح طرح کے مشروبات۔ اسلحہ وغیرہ اندرون افریقہ سے تجار کے قافلے سال میں دو دفعہ ادھر آتے ہیں اور اپنے ہمراہ زرغام۔ غلام اور مختلف بلاد کی پیداواریں لاتے ہیں۔ اور اُن کے عوض میں یہاں سے یورپین مال لیجاتے ہیں۔ مگر آجکل غلاموں کی تجارت قریباً منقطع ہوتی جاتی ہے یہاں معدنیات میں سے سوائے گندھک کے اور کوئی شے نہیں ہوتی۔ البتہ نمک کثرت سے ہوتا ہے جس کی ایک گراں مقدار ممالک یورپ کو روانہ ہوتی ہے۔ باشندے سب کے سب عرب ہیں۔ اور عربوں میں بعض عرب ایسے ہیں جو مغرب اقصیٰ سے چلے آتے ہیں۔ عربوں کے سوا ترک اور کچھ غلام اور یہود اور حبشی اور بہت کم عیسائی رہتے ہیں۔ شہروں۔ قریوں اور وادیوں میں اکثر عرب ہی عرب بھرے پڑے ہیں۔ حاکم نشیں شہروں میں جیسا کہ طرابلس ہے اکثر مغربی۔ عربی۔ اور یہودی اور حبشی رہتے ہیں۔ ملک میں بہت سے کھنڈر ایسے ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ ملک بہت زمانہ سے متمدن چلا آتا ہے۔ حال میں بہت سے رومن کلیسائیں ناٹک کے ہال اور دیواریں وغیرہ دریافت ہوئی ہیں۔

سب سے پہلے یہ ملک کارتھیج والوں کا تھا جب یونانیوں کے ہاتھ آیا تو اُنھوں نے اپنے تین ملکوں اوبر تونوم۔ سبرت اور لیبٹس عظمےٰ کے نام پر اُس کو بھی طرابلس نام دیا۔ یعنی بلاد ثلاثہ ان کے بعد اس پر روم والوں کا قبضہ ہوا انھوں نے اس کو اپنی مملکت میں شامل کر لیا جس سے وہ رومن افریقیائی ممالک کا ایک حصّہ ٹھہرا۔ اب اس کا نام سرتکار ہوا۔ پانچویں صدی عیسوی میں اس کو اہل وَنڈال نے فتح کر لیا سنہ ۲۳ھ تک اس پر اُن کا تسلط رہا۔ اس کے بعد عمرو بن العاصؓ اس پر پہنچے اور اسکو مفتوح کر لیا۔ تاہم اسوقت تک مسلمانوں کی کوئی باقاعدہ حکومت نہیں رہی جب تک کہ سنہ ۷۷ھ میں موسیٰ بن نصیر افریقہ کا حاکم ہو کر نہیں آیا۔ اس کے بعد اس پر بنو اُمیہ کا قبضہ ہوا۔ بعد ازاں عباسیوں نے اُسے اختیار میں لیلیا اور تیسری صدی ہجری میں بنو غالب اس پر خود مختارانہ فرمانروائی کرنے لگے۔ ان کے ہاتھوں سے مصر کے خلفائے فاطمیہ نے چھین لیا اس کے بعد بنی زیری نے اسکو لے لیا۔ پھر خلیفہ فاطمی المستنصر نے سنہ ۴۴۶ھ میں اسکو نکال لیا۔ جس وقت اہل نارمنڈی ساحل اطالیہ پر جنگ کرنے لگے۔ اور مسلمانوں کو جزیرہ بسلی سے نکالدیا تب اُنھوں نے طرابلس اور اس سرزمین کو بھی مسلمانوں سے چھین لیا جو تونس تک پھیلی ہوئی ہے اور یہ واقعہ سنہ ۵۴۶ھ مطابق سنہ ۱۱۵۱ء کا ہے۔ چند روز کے بعد پھر مسلمانوں نے اس کو اپنے زیر حکومت کر لیا۔ ان دنوں طرابلس شاہان زیر مہر تھا۔ اس کے بعد تونس کا ایک شاہزادہ محمد بن ذکریا نامی جو قبیلہ بنی حفص سے تھا اور جو اپنے چچازاد بھائیوں سے بھاگ کر ادھر چلا آیا تھا۔ اس کا خود مختار حاکم ہوا۔ چند روز کے بعد جبکہ سنہ ۷۷۵ ہجری سنہ ۱۳۵۵ء کا دور دورہ تھا۔ اہل جنوا نے اُس کو فتح کر لیا۔ مگر بہت ہی کم مدت اُنھوں نے یہاں سکونت اختیار کی اس کے بعد پھر اہل بنی حفص اس پر قابض ہو گئے۔ چند روز کے بعد شاہ تونس نے جسکا نام ابوالفارس الحفصی تھا سنہ ۸۰۲ ہجری میں انھیں وہاں سے نکالدیا اور تونس کے زیر حکم یہ ملک اُسیوقت تک رہا جبکہ سنہ ۹۰۵ھ مطابق سنہ ۱۵۱۰ء میں فرڈیننڈ شاہ فرانس نے یہاں اپنا عمل دخل کر لیا۔ جس وقت کارلوس پنجم تخت سپین پر بیٹھا اُس وقت طرابلس روڈس کے نائیٹوں کو دیدیا جبکہ وہ مالٹا میں اپنا قدم جما چکے تھے۔ نائیٹوں کی چالیس سالہ حکومت کے بعد سلطان سلیمان ثانی نے اسکو سلطان سلیمان ثانی نے اسکو اپنی مملکت میں شامل کر لیا۔ سنہ ۹۹۸ھ میں یہاں کے باشندوں نے اہل جزائر و تونس کی طرفداری میں ترکوں کے خلاف بغاوت مچائی اس کے بعد سنہ ۱۰۵۳ھ و سنہ ۱۶۴۳ء میں فرنچ جہازی جنگی بیڑہ نے شہر طرابلس پر گولہ باری کی جس سے آخر اس ملک کو لوئس چہاردہم کے زیر فرمان ہو جانا پڑا۔ اس کے بعد پھر ترکوں نے اس کو چھین لیا۔ اٹھارہویں صدی کے وسطی ایام تک طرابلس ترکوں کے حکومت میں رہا۔ پھر یہاں کا ایک ترکی حاکم ماہی القرمانی نامی خود مختار حاکم بن بیٹھا۔ تاہم سنہ ۱۲۰۰ھ ہجری و سنہ ۱۸۳۵ء تک وہ اور اس کے

جانشین اپنے آپ کو سلاطین عثمانیہ کا باجگذار سمجھتے رہے۔ اس حالت کو دیکھ کر ترکوں نے اس کو اپنی حکومت میں شامل کر لیا۔

شہر طرابلس

یہ اس ملک کا صدر مقام اور دارالحکومت ہے۔ وہ ایسی زمین پر واقع ہے جو سمندر میں بہت دور تک چلی گئی ہے۔ اس کے گرد ایک بڑی مضبوط فصیل ہے۔ ارض البلد درجہ ۳۲ اور چون دقیقے شمال میں واقع ہے۔ اور طول البلد کے لحاظ سے ۱۳ درجے اور گیارہ دقیقے مشرق میں واقع ہے۔ جنوب و مشرق میں الجزائر سے اس کی مسافت چھ سو میل ہے۔ اور ٹھیک جنوب میں ساحل سمندر سے اس کی درازی تین سو میل کی ہے۔ باشندوں کی تعداد پچیس ہزار ہے اکثر حصہ مسلمانوں کا ہے۔ باقی ۴ ہزار یہودی دو ہزار پانچسو عیسائی ہیں یہاں کی لنگر گاہ بہت پرانی ہے۔ مگر عمق بالکل کم ہے۔ راستے تنگ و ٹیڑھے ہیں۔ اکثر گھر صرف ایک ہی منزل کے ہیں۔ یہاں کی سب سے بڑی تعمیر گورنمنٹ ہوس اور ایک بڑی مسجد ہے۔ جن کی چھت سنگ مرمر کی ہے۔

KHILAFAT LIBRARY

رگوید ترجمہ کی نظر

سبق آموز اور قابل غور مطالعہ

(سلسلہ کے لئے ملاحظہ ہو نمبر ۴ جلد ۳)

मा पापत्वाय नो नरेन्द्र मा यातमछ रायो

वामिनः ऐ

مایا بھونر مایینم توم شوشن موائزہ دوشٹے لتے

مے دھراستے شام شرواں سیوترا

(۱۶) یہ رگوید کی پہلی منڈل سکت گیارہ کا ساتواں منتر ہے۔ ماسٹر لچھمن داس نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے اندر تو نے مکار سوشا کو فریب سے قتل کیا دانا آدمی تیری اس بزرگی سے واقف ہیں انھیں خوراک بافراط عطا کہ دتا کہ موٹے تازہ ہو کر تیرے جیسی بزرگی اور فضیلت حاصل کریں۔

معترض۔ دغابازی۔ قتل اور فریب دہی خود کرنا اور دوسروں کو اس کی ترغیب دلانا پرمیشور کا کلام نہیں اور ایسے کاموں کو افضل اور عمدہ جاننا بھی خدا کے پیاروں کا دستور نہیں۔ وید میں چونکہ اس کی ترغیب و ہدایت ہے اس لئے خدا کا بنایا ہوا نہیں ہو سکتا۔ البتہ کسی اندر وغیرہ کے پوجاری کا ہو سکتا ہے۔ کیونکہ دغابازی اور فریب دہی اندر کی ویدوں پران میں مرقوم ہے۔ گوتم دیو اور اس کے ساتھ جو چندر اور اندر دیوتا نے سلوک کیا وہ خلاف تہذیب کہانی عام طور پر زبانزد خلائق ہے۔ اس۔ لئے ہم اس جگہ اس بدترین تہذیب سے گری ہوئی کہانی کا اعادہ کرنا مناسب نہیں سمجھتے مفصل ملاحظہ ہو اندر پران۔

لیکن وید کے مصنف نے سوشنا کا قاتل جو اندر کو قرار دیا اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ وہ اداگون کا قائل نہیں حال کی صورت اشیاء محصلہ موجودہ کو اپنے اعمال گذشتہ کا نتیجہ نہیں مانتا کیونکہ اداگون کا قائل اور حالت موجودہ کی دولت کو اعمال گذشتہ کا نتیجہ ماننے والا سوشنا کے قتل کی نسبت اندر کی طرف نہیں کر سکتا۔ بلکہ ایسا خیال کرتا ہے کہ سوشنا نے پہلے جنم میں ایسی کرنی کی تھی کہ اندر کے ہاتھ سے قتل ہوا اور اندر نے ایسی کی تھی کہ سوشنا کو قتل کرے سو دونوں نے اپنا اپنا کیا پایا کسی کا کچھ قصور نہیں۔ بکری ذبح کرنے میں قصاب بے قصور سمجھا جاتا ہے کیونکہ ان دونوں نے پہلے جنم میں ایسی ایسی بدکاریاں کی تھیں کہ جن کی وجہ سے ایک بکری بنا دوسرے نے اسکے گلے پر چھری چلا کر بدلہ لیا۔ اگر اندر پرمیشور کا نام ہے تو پرمیشور کی شان اس سے اعلیٰ و افضل ہے۔ کبھی وہ جھوٹی تعریفیں سنکر خوش نہیں ہوا کرتا۔

मानो महान्तमुत मानो अर्भकं
मानः कुमारमुत मानो अक्षितम्
मानो नो वधीत्पितरं मातरं च
मानः प्रियास्तन्वो रुद्र रीरिषः

الخ

مانو مہانت مانو اربھکم مان اکشنتت مانہ اکشتم

مانو بدھی پترم موت ماترم مانہ پریا تنو درو ریریشی

یہ رگ وید کی پہلی منڈل سکت اکیسو چودہ کا ساتواں منتر ہے۔ دیانند جی نے اس کا ترجمہ یہ کیا ہے۔ (مانہ مہانتم) تو ہمارے بڑوں کو مت مار (اُت مانو اربھکم) اور ہمارے بچوں کو مت مار (اکشنتم) اور ہمارے حمل ٹھہرانیوالے جوانمردوں کو مت مار (ات مانہ اکشتم) اور ہمارے تخم سنبھالنے والے عورت کو مت مار (مانہ دھی پترم ماُت ماترم) اور ہمارے ماں باپ کو قتل مت کر (مانہ پریاہ تنو) ہماری عورت نازک بدن کو مت مار (رُدر ریریشی) اے مارنے والے رُدر

معترض یہ کسی ایسے بنیے کا کلام ہو سکتا ہے کہ جسپر کوئی غنیم چڑھ آوے اور وہ خوشامدوں سے اپنی جان بچاوے۔ اگر پرمیشور کا ہے تو یہ اُس کی شان سے بعید ہے اور اس منتر میں صاف طور پر یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ گویا پرمیشور پر کوئی غنیم چڑھ آیا تھا جس کی روبرو وہ ایسی التجا پر التجا کرتا ہے۔ اور ملتجی ہو کر اپنا بچاؤ کرتا ہے۔ افسوس سرد شکتیمان ایشور کہاں اور رودر کے ہاتھ سے صدمے اُٹھاوے اگر رودر پرمیشور کا نام ہے اور یہ منتر اُس کی تعریف ہے تو اس الوکھے رحم و انصاف کے قربان جائیں کہ بوڑھے اور بچے اور ناتوان مستورات کے قتل کرنے اور حمل گرانے پر ہر وقت آمادہ رہتا ہے۔ اگر کچھ مدت یہی

حال رہا تو اس کی پرجا کا خدا حافظ ؎

گر مسیحا دشمن جاں ہو تو کب ہو زندگی
کون راہ بتلا سکے جب خضر بھٹکانے لگے

ॐ अग्ने मा मा ह्वा प्रमरा ऋतुजा
ओ३म् नो वृत्रयद्रुमीशानः

اسما ایدو پربھرہ توت جانہ درترائے وجرمی شانا کئے دھا۔ گورنہ یرو دراثر شچے شہ (اسمائے پام چردھی۔

یہ رگ وید کی پہلی منڈل کے سکت ۱۱ کا سولہواں منتر ہے۔ (رات او) ایسے ہی (تو تو جانا ہ) تُرت جانے والی تیز رفتار (ایشیانا ہ) طاقتور (کئے دھا) کنتوں کو دھارن کرنیوالے (بجرم) اپنا بجر (ورترائے) بادل پر (پربھر) اچھی طرح چلا اور (گونہ) گائے کے ٹکڑوں کی مانند (پرو) اس کے عضو جدا کرنے کے واسطے (شچین) خوشی سے (ترشچاد) ترچھا بجر (اوردا) اسپر پھیر تاکہ (اڑلانسی) مینھ برسے اور (پام) پانی (چردھنے) زمین پر بھی یعنی اے اندر دیوتا جیسے قصاب ٹکڑے ٹکڑے کرتا ہے ویسے ہی تو بھی اس بادل کے گرز سے ٹکڑے ٹکڑے کرتا کہ مینھ برسے اور زمین پر پانی بہے۔ یہ اندر اور ورترا کی لڑائی کا کرڑا کا ہے۔ وید والے قوس قزح کو اندر کی دھنش اور چمک کو اس کے کوڑے کا جلوہ اور جو کچھ اس سے کٹکر زمین پر گرے اُسے بجلی کہتے ہیں۔ اس واسطے یہ تمام مضمون اندر دیوتا کی توصیف و تعریف میں واجب و مناسب ہے۔ مگر دیانند جی اسکو تاویلی سانچے میں ڈھال کر اجا کے لئے یدہ کی ہدایت قرار دیتے ہیں۔ اگر یہ یدہ کی ہدایت ہے تو جہاد پر اعتراض فضول ہے ؎

معترض یہ بھی پرمیشور کا گیان نہیں ہو سکتا کیونکہ قادر مطلق خود مختار ہے۔ جو چاہے کر سکتا ہے۔ اور اندر وغیرہ دیوتاؤں کی خوشامد کرنا مجبوروں اور ساجتمندوں کا کام ہے اسواسطے یہ کسی آدمی کا کلام معلوم ہوتا ہے کہ بسبب بے علمی کے بادلوں کو دُھنی ہوئی روئی کی مانند خلا میں گاہے سیاہ گاہے سفید نظر آتے اور ہوا کے ذریعہ پراگندہ جمع ہو جاتے ہیں۔ ایک مجسم شئے قرار دیکر اس پر قصابوں کے چھرے یا بڑھیوں کے کلہاڑے وغیرہ چلواتا ہے۔ ورنہ ایسی ردّی مثال دینے کی ضرورت ہی نہ پڑتی۔ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ وید کا مصنف بادلوں اور ہواؤں کے علم سے ناواقف تھا۔

حقیقت میں ایسے کام اُس قادر مطلق دیالو کرپالو یعنی رحمٰن رحیم کی شان سے بعید ہیں اور ہمارا ہرگز ہرگز یہ یقین نہیں کہ کسی الہامی کتاب میں ایسی تمسخر آمیز باتیں درج ہوں۔ بھاشا کاروں کی مہربانی ہو تو یہ ایک الگ امر ہے۔ اور اگر واقعی ایسی باتیں وید میں مندرج ہیں جیسا کہ کل کے کل بھاشا کار اور وید کے مفسرین بیان کرتے چلے آئے ہیں تو پھر میں مجبوراً یہ کہونگا کہ وید ایشور کا کلام نہیں ہو سکتا کیونکہ ایسی باتیں اس کی شان سے بعید ہیں

KHILAFAT LIBRARY

سالانہ جلسہ

سال گذشتہ میں بعض احباب کی تحریک پر یہ سوال کہ آیا سالانہ جلسہ ایام تعطیلات کرسمس ماہ دسمبر میں ہوا کرے یا ایام تعطیلات ایسٹر ماہ اپریل میں انجمن ہائے احمدیہ کے سامنے رکھا گیا تھا اس وقت اس سوال کا فیصلہ ۵۔ نومبر کے جلسہ متعددیہ میں ہو گیا ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح سے بھی استصواب کر کے آئندہ سالانہ جلسہ کی تاریخیں ۲۷-۲۸-۲۹۔ دسمبر قرار دی گئیں ہیں۔ یہ خیال کہ ملک معظم کی تاجپوشی کے متعلق جو جلسہ دہلی میں ہونیوالا ہے وہ ہمارے احباب کے اپنے سالانہ جلسہ میں شامل ہونے میں مانع ہوگا صحیح نہیں ہے۔ جلسہ تاجپوشی ۱۲۔ دسمبر کو ختم ہو جاویگا

سالانہ جلسہ کے موقعہ پر گذشتہ دو تین سال میں جو رعایت تخفیف کرایہ کی ملجایا کرتی تھی وہ اس سال حاصل نہیں ہو سکی۔ اور محکمہ ریلوے نے ان رعایتوں کے علاوہ جو معمولی طور پر تعطیلات کرسمس کے موقعہ پر ہوا کرتی ہیں کسی مزید رعایت کے دینے سے انکار کیا ہے۔ اس لئے کسی درخواست کے کانسشن سرٹیفکٹوں کے لئے بھیجنے کی ضرورت نہیں۔ میں اپنے دوستوں پر یہ حسن ظن رکھتا ہوں کہ ریل کے کرایہ میں ایک خفیف سی رعایت کا نہ ملنا خدا کی راہ میں قدم اُٹھانے میں ان کے لئے روک نہ ہوگا۔ پس اس سالانہ اجتماع میں شمولیت کے لئے میں اپنے دوستوں کو نصیحت کرتا کرتا ہوں کہ وہ بلند ہمتی سے کام لینگے۔ اور اگر کوئی مشکل نظر آئے تو اس پر غالب آنے کے لئے اور بھی ہمت کو بلند کریں۔ بہت سے دوست ہیں جو چھوٹے چھوٹے عذروں کی وجہ سے اس بابرکت اجتماع میں شمولیت سے محروم رہجاتے ہیں ؎

سالانہ جلسہ کی اطلاع کے ساتھ میں ایک دُوسرے اہم امر کی طرف اپنے احباب کو متوجہ کرنا ضروری سمجھتا ہوں اور وہ سالانہ جلسہ کے اخراجات کا سوال ہے۔ یہ باب احباب سے پوشیدہ نہیں کہ لنگر خانہ خود اس وقت دو ہزار روپے کا مقروض ہے۔ اور مزید براں مہمانخانہ کی توسیع کے لئے روپے کی اشد ضرورت ہے۔ ان ضرورتوں پر اب تیسری ضرورت اس مد کی جلسہ سالانہ کے اخراجات ہیں۔ پہلے گذشتہ ماہ میں احباب کو ان تینوں ضرورتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ اور میں اُمید کرتا ہوں کہ ہمارے دوست

KHILAFAT LIBRARY

ان ضروریات کے لئے فکر میں ہوگے مگر سردست اخراجات جلسہ سالانہ کا سوال مجھے دوبارہ پیش کرنے کی سخت ضرورت ہے۔ کیونکہ ۳۰-نومبر تک کافی روپیہ اخراجات جلسہ کے لئے ہمارے ہاتھ میں ہونا چاہیئے۔ تاکہ اطمینان سے ضروری اشیاء مہیا کر لی جاویں۔ اخراجات جلسہ کا تخمینہ تین ہزار روپیہ سے کم کسی صورت میں نہیں کیونکہ تین دن خاص جلسہ کے اور ایک ایک دن آنے جانے کا کل پانچ دن یہ ہیں اور علاوہ بریں احباب کی آمد دراصل ۲۲-دسمبر سے شروع ہو جاتی ہے۔ اور یکم جنوری تک اچھا مجمع رہتا ہے۔ اس طرح پر جلسہ سالانہ دراصل قریباً گیارہ دن رہتا ہے جن ایام میں سے پانچ یوم فی وقت دو ہزار آدمی کی اوسط ہوگی۔ اور چھ یوم ایک ہزار کی اس طرح پر گویا سولہ ہزار آدمی کا انتظام ایک دن کے لئے کرنا ہے۔ اور ادنیٰ خرچ ۳ر روپیہ فی کس لگانے سے بھی جس میں کھانے کے علاوہ دیگر ضروریات بھی شامل ہونگی تین ہزار روپے خرچ ہوتا ہے اگر یہ خرچ سالانہ جلسہ کے اخراجات کے بلوں میں نظر نہیں آتا تو اس کی وجہ یہ ہے کہ عموماً پانچ یوم سالانہ جلسہ کے رکھ کر باقی خرچ لنگر خانہ میں ڈالدیا جاتا ہے اور ان مہینوں میں لنگر خانہ کا خرچ اسوجہ سے بڑھا رہتا ہے بہرحال اگر جلسہ ضروری ہے تو اس کے اخراجات کے لئے تین ہزار روپے کی ضرورت بھی ہے اور یہ اٹل ضرورت ہے۔ اور اسے پورا بھی احمدی جماعت نے ہی کرنا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ جو لوگ ان ضرورتوں کو پورا کرتے ہیں ان کے نام خدا کے دفتر میں ہی لکھے جاتے ہیں اور نام بنام ان کا شکریہ ہم لوگ ادا نہیں کر سکتے۔ مگر ایسا کرنا ممکن بھی نہیں ہے۔

انجمن ہائے احمدیہ کے سیکرٹری صاحبان کی خدمت میں التماس ہے کہ وہ اپنی اپنی انجمنوں کے اجلاس اس تحریک کے پہنچنے پر فی الفور کریں اور فی الفور فہرستیں مرتب کر کے اور روپیہ وصول کر کے اطلاع دیں۔

محمد علی سیکرٹری صدر انجمن احمدیہ

ردافترا بجواب رافع الافترا

اللہ تعالیٰ جناب خواجہ کمال الدین صاحب کو جزائے خیر دے جو شب و روز تحریر و تقریر سے علاء کلمۃ الحق کی اشاعت میں مصروف رہتے ہیں۔ اور پھر دماغ سوزی سے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی کتاب تصنیف کر کے پبلک میں مفت تقسیم کرتے رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جناب خواجہ صاحب کو دین حقہ کی اشاعت کے لئے ایسا بے پایاں جوش عطا فرمایا ہے کہ وہ باوجود مختلف اقسام کے مشاغل و ڈگاڈٹوں کے بھی جونت نئے سورج کوئی نہ کوئی رنگ اختیار کرتی رہتی ہیں ایک فاتح جرنیل کی طرح ان کو نظر انداز کرتے ہوئے دامے درمے قدمے سخنے۔ تن سے من سے دھن سے دین حقہ کی اشاعت میں کمربستہ رہتے ہیں۔ حال میں رافع الافترا ایک چھ سات ورقہ رسالہ پادری ٹامس ہاول بشیر نے تصنیف کیا ہے جس میں اس نے ہمارے سلسلہ کے امام علیہ السلام اور ان کے بعد ہم احمدیوں پر الزام لگایا گیا ہے کہ ہم یسوع پر افترا باندھتے ہیں۔ چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ جس عورت نے مسیح کو تیل ملا اس کا احمدی جماعت اور اس کے امام کا کسبی اور بازاری عورت لکھنا ایک افترا ہے۔ جناب خواجہ کمال الدین صاحب نے اس کے رد میں ایک رسالہ حضرت خلیفۃ المسیح کے حکم سے لکھا ہے جس میں محقق پادریوں خاص مفسران اناجیل کی سند پر ثابت کیا گیا ہے کہ وہ عورت کسبی تھی اس کے علاوہ کفارہ۔ یسوع کا مردوں میں زندہ اٹھنا یسوع کی آخری دعا۔ اور اس کا قبول ہونا ان پر بڑے لطف سے بحث کی گئی ہے۔ یہ رسالہ مصنف مفت تقسیم کر رہا ہے۔ دو پیسہ کا ٹکٹ برائے محصول ڈاک روانہ کرنے پر مل سکتا ہے اور مصنف کی خواہش ہے کہ اگر بعض بھائی ٹکٹ ارسال کر دیں تو عیسائی قوم میں اس کی پوری اشاعت ہو جاوے۔ لاہور ملنے کا پتہ خواجہ کمال الدین صاحب وکیل ہیفکورٹ عزیز منزل نولکھا

رامی سرمہ

کی ایک شیشی ہمارے پاس بغرض ریویو آئی ہے۔ ہم نے خود استعمال کیا آنکھوں کی ہر ایک بیماری کے لئے مفید پایا۔ خصوصاً عینکوں کے واسطے ایک شیشی جس میں کم از کم دو ماہ کے لئے کافی سرمہ ہے اور اس کے ساتھ ایک خوبصورت سرمچو۔ اور پھر شیشی اور سرمچو کو حفاظت سے رکھنے کے واسطے ایک ٹین کی ڈبیہ اور ان سب کی قیمت ۸ر

رامی سرمہ کے موجد کا ایک "رسالہ چشم" بھی ہمارے پاس آیا ہے جس میں آنکھوں کی مختلف بیماریوں اور ان کی روک تھام کے لئے ہدایات درج ہیں۔ رسالہ کی قیمت ۲ر

رامی سرمہ اور رسالہ چشم۔ مینجر کارخانہ رامی سرمہ ڈیرہ اسمٰعیلخاں سے طلب کریں

KUTABKHANA LIBRARY

مژدہ ●● مژدہ ●● مژدہ

کلماطیبا

الحمد للہ کہ آج ہم نور کے ناظرین تک یہ مژدہ پہنچاتے ہیں کہ ہم نے یہ عزم کر لیا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح کے وہ کلمات طیبات جو آپ وقتاً فوقتاً لوگوں کو نصیحت کے رنگ میں یاد دہانی سناتے رہتے ہیں جو درحقیقت جواہرات کے مول بھی سستے ہیں نور کے ناظرین تک پہنچائیں۔ ہماری یہ اول درجہ کی کنجوسی اور بخیلی ہوتی اگر ہم اس روحانیت کے چشمہ اور معرفت تامہ کی بارش کے قطرے اپنے ناظرین تک نہ پہنچاتے۔ چونکہ بعض غیر احمدی احباب بھی نور سے محبت رکھتے ہیں اس لئے ہیں ان کی خدمت میں بھی یہ عرض کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ اگر وہ کسی اور خیال سے نہیں تو کم از کم اس نکتہ خیال سے ہی کہ "نور جس ضیاء سے روشنی کو حاصل کرتا ہے اُس ضیاء اور نور" علیٰ نور کی چمک بھی ملاحظہ فرما دیں۔ نور کے ناظرین دعا فرما دیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارا اس نیک ارادہ میں استقامت بخشے تاکہ ہم ہمیشہ کے لئے اسے نبھا سکیں۔ آمین!

کھانے کے آداب

فرمایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جو کھانا پسند آتا تناول فرما لیتے اور جس چیز کے کھانے کو دل نہ چاہتا اُس سے نفرت ہرگز ہرگز نہ کرتے۔ دائیں ہاتھ سے کھاتے اگر کبھی دعوت میں جاتے تو کھانا کھانے کے بعد فوراً چلے آتے۔

. . . . . .

ایک شخص نے عرض کیا کہ میں آپ کی دعوت کرتا ہوں۔ مگر کل پانچ آدمی ہوں۔ ایک آپ اور چار اور آپ نے دعوت بقبول فرمائی۔ راستہ میں ایک اور آدمی بھی مل گیا اور آپ سے باتیں کرتا کرتا میزبان کے گھر تک پہنچ گیا۔ مگر آپ میزبان کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ صاحب خانہ نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ اندر تشریف کیوں نہیں لاتے۔ آپ نے فرمایا کہ تم نے پانچ آدمیوں کے لئے کہا تھا مگر میرے ساتھ راستے میں ایک اور آدمی بھی شامل ہو گیا ہے۔ میں نے اسے ساتھ نہیں لیا۔ آپ کا اختیار ہے داخل ہونے دو یا نہ

آجکل اگر کوئی مرید کسی پیر صاحب کی دعوت کرے تو پیر صاحب جب تک اپنے ساتھ اور آدمی نہ لیجائیں تب تک ان کی پیری ظاہر نہیں ہوتی۔ فرمایا ایسے لوگوں کو آنحضرت کے اسوہ حسنہ کو دیکھنا چاہیئے

قرآن شریف سے ایک نکتہ

فرمایا کہ سنا ہے من سورہ نور رکوع ۴۔ سورہ احزاب رکوع ۷ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہر ایک عورت کو جس پر اعتبار نہ ہو اپنے گھر میں داخل ہونے نہیں دینا چاہیئے۔ اس سے بعض اوقات بڑی خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔ بعض ناعاقبت اندیش عورتیں بعض بھولی بھالی عورتوں کو ورغلاتی ہیں جس کا نتیجہ میاں بیوی کے لئے دکھ دائک ہوتا ہے۔ ایسی عورتوں کو گھر میں داخل بھی نہیں ہونے دینا چاہیئے ٭

اسلام کی خوبی

فرمایا یقظۃ النوم ایک بیماری ہوتی ہے۔ انسان بظاہر جاگنے کی حالت میں ہوتا ہے۔ مگر بیہوشی طاری ہوتی ہے۔ اس حالت میں جو خیالات دماغ میں مخفی ہوتے ہیں وہ فوراً زبان پر جاری ہو جاتے ہیں۔ ایک عورت ایسی بیماری کی حالت میں جرمن زبان میں نہایت فصیح لیکچر دیا کرتی تھی ٭

دریافت کرنے سے معلوم ہوا کہ جب وہ لڑکی بہت چھوٹی تھی تو اس کی ماں ایک جرمن پادری کے ہاں ملازمہ تھی اور وہ پادری پہلے گھر میں جرمن زبان میں سرمن کی خوب مشق کرتا تھا۔ گھر میں دو تین دفعہ اس سرمن کو پڑھ کر پھر گرجا میں جا کر سناتا تھا۔ اُس وقت اس لڑکی کی عمر بہت چھوٹی تھی۔ اور سن بلوغت کو پہنچکر بھی وہ یقظۃ النوم کی حالت میں اُس سرمن کو نہایت فصاحت کے ساتھ ادا کرتی تھی۔ گویا اس لڑکی کے کان میں سب سے پہلے جو آواز پہنچی وہ سرمن تھا۔ ہمارے مذہب میں سب سے پہلے انسان کے کان میں جو آواز پہنچائی جاتی ہے وہ اللہ اکبر ہے۔ ممکن ہے اگر اس دنیا میں نہیں تو دوسرے عالم میں ہی وہ مخفی خیال اُس کی زبان پر جاری ہو جائے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کیسا رحم ہے۔

برکات اسلام

فرمایا بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہماری شادی حسینہ و جمیلہ سے ہو۔ راجپوتوں کی لڑکی ہو۔ اس کا باپ ڈپٹی ہو۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مومن کو چاہیئے کہ استخارہ کرے۔ بعض ایسی بنجر زمین ہوتی ہے کہ چالیس سال گذر جاتے ہیں مگر کچھ پیدا نہیں ہوتا۔ اس لئے اسلام نے استخارہ بتلایا مصیبت اور دکھ کے وقت انا للہ وانا الیہ راجعون بتلایا۔ خوشی کے وقت وان شکرتم لازیدنکم کی تاکید فرمائی۔ کتاب ایسی بینظیر عطا فرمائی جس کا لگا اور کوئی کتاب نہیں کھا سکتی ٭ اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے ٭

سادات کو نصیحت

فرمایا سورۃ الاحزاب رکوع ۸ میں سادات کو خصوصیت سے مخاطب کر کے نصیحت کی گئی ہے۔ وقالوا ربنا انا اطعنا سادتنا وکبراءنا فاضلونا السبیلا ○ ربنا اٰتھم ضعفین من العذاب والعنھم لعنا کبیرا آیت شریف سادات و کبرا کو انہیں اپنے فرض منصبی سے آگاہ کرتی ہے۔ مگر آجکل سادات اور پیر اپنی بڑائی کے گھمنڈ میں آکر اپنے فرض منصبی سے غافل ہو جاتے

(باقی آئندہ پرچہ میں ملاحظہ فرمائیے)

یہ اہل اسلام کے فائدہ کی بات ہے

یہ ایک مسلمہ امر ہے کہ ہندوستان کے اہل اسلام کے لئے

مسلم یونیورسٹی

KHILAFAT LIBRARY

بہ لحاظ تعلیم چند سالوں میں نہایت ہی مفید ثابت ہو گی لیکن

نیشنل انشورنس اینڈ بنکنگ کمپنی لمیٹڈ امرتسر

اس وقت بھی ہزاروں معزز سفید پوش اہل اسلام کو بر موقعہ شادی و موت چند روپیہ کے بدلے سینکڑوں روپیہ کی امداد دیکر مفید ثابت ہو رہی ہے۔

تعداد ممبران پچاس ہزار پانچ سرمایہ دس لاکھ روپیہ

شادی فنڈ کے تین درجہ ۳-۲-۱ روپیہ ماہواری چندہ میعاد ممبری ۱۸۰ دن

موت فنڈ کے بھی تین درجے۔ ۲ روپیہ۔ ایک روپیہ۔ ۸ر ۱۸ سال سے ۶۵ سال تک کے مرد عورت بلا امتحان ڈاکٹری شامل ہو سکتے ہیں ؛

علاوہ اس کے

بیمہ جان کے لئے کمپنی ہذا سارے ہندوستان میں نہایت ہی سستی اعلیٰ و معتبر ثابت ہو چکی ہے ؛
اس کمپنی کی اس وقت بیس سے زیادہ شاخہائے و سینکڑوں ایجنٹ کامیابی سے کام کر رہے ہیں ہمیں ایجنٹوں کی ہر وقت ضرورت رہتی ہے ؛
روپیہ کمانے کی شرائط برائے ایجنٹان پراسپکٹس و فارم ہائے درخواست مفت

آج ہی درخواست کریں

المشتہر

پرشوتم لال راج پال بی اے چیف منیجر امرت سر

ثمرۂ وید

اگر آپ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کا اس آریہ ورت (ہندوستان) کا نظارہ دیکھنا چاہتے ہیں کہ لوگوں کی سوشل اور تمدنی حالت کس درجہ پر تھی اور کہ خداوند تعالیٰ کے وصال کے لئے کونسے ذرائع تھے اعلیٰ مذہبی تعلیم کونسی تھی اور کہ اسلام کے ظہور پر پور نے ان کی سوشل اور تمدنی حالت پر کیسا نمایاں اثر کیا تو یہ کتاب (جو زیر طبع ہے) کے لئے فوراً درخواستیں بھیجیں ۔ پیشگی درخواست والوں سے صرف ۷ر بعد کو ۸ر

KHILAFAT LIBRARY

(مینجر اخبار نور قادیان)

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج

یہاں ہر قسم کے عطریات گلاب کیوڑہ - موتیا چنبیلی - حنا ہر باندی وغیرہ فیتولہ ۸ر سے لیکر (صہ) تک اور تیل بالوں کا چنبیلی حنا وغیرہ فی سیر ایک روپیہ سے لیکر للعہ تک اور ہر قسم کے عطردان اور ہر قسم کی شیشیاں گلقند قوام تمباکو خوردنی خمیرہ خوشبودار وغیرہ لوازمات ازدرے بازار نرخ ترمیم ہوتا رہتا ہے۔ جو صاحب طلب فرمائیں معہ تمام پورا پتہ خوشخط بنام کارخانہ ارسال فرمادیں - اجازت دینے یا پیشگی قیمت خصوصاً ریلوے پارسل کے لئے تو کچھ نقد ضرور آنا چاہیے ۔

المشتہر

کارخانہ راحت روح عطریات قنوج محمد عبداللہ

(سعداللہ احمدی سے مل سکتا ہے)

سومنگلا یہ ایک مذہبی دلچسپ ناول ہے جس میں رد تناسخ - تناسخ کی لغویت تناسخ کے خوفناک سے خوفناک نتائج کو اعلیٰ کمال اور دلسوز پیرایہ میں دکھلایا گیا ہے - قیمت صرف ۰۲ر

ملنے کا پتہ

مینجر اخبار نور - قادیان

ڈاکٹر ایس کے برمن کی بنائی ہوئی گولیاں

جلاب کی گولیاں

رات کو گولی کھاکر سو جاؤ دوسرے روز صبح کو دست صاف ہو جاویگا - پیٹ میں گرمی و مروڑ کچھ نہیں ہوگی - حسب معمول کھانے پینے میں کچھ رکاوٹ نہیں ہوگی - سولہ برس سے ڈاکٹر برمن صاحب مریضوں کو دیتے چلے آئے ہیں - یہ گولیاں کل میں بنتی ہیں - مقدار و وزن میں گولیاں برابر ہیں - ہر عیالدار کو ایک ڈبیہ رکھنی چاہیئے ۔ قیمت سولہ گولیوں کی ڈبیہ ۵ر ایک سے دو ڈبیہ تک محصول ڈاک ۵ر

دردسر اور ریاحی درد کی دوا

ریاحی درد لحظہ بھر میں دور ہو جاتا ہے - یہ دوا اسکو لحظہ بھر میں پانی کر دیتا ہے - درد ریاح جس سے ٹیس چمک پڑ کر رگوں میں گھر جس اکن کنی سے کیلن چھٹتا ہو تو دوا سے فوراً آرام ہو جاتا ہے - اس لئے یہ دوا ہر خاص و عام کو اپنے پاس رکھنی چاہیئے - قیمت بارہ ٹکیوں کی شیشی ۵ر محصول ڈاک ایک ڈبیہ سے چھ ڈبیہ تک ۶ر

عرق کافور اصلی

دیکھو گرمی کا موسم آیا جہاں تہاں ہیضہ کا آنا بھی ممکن ہے - اس لئے اس سے بچنے کا آسان طریقہ ڈاکٹر ایس کے برمن کا اصلی عرق کافور ہے - یہ دوا ۲۷ برس سے تمام ہندوستان میں مشہور ہے یہ گرمی کے دست پیٹ کا درد اور پیچش کے لئے اکسیر کا حکم رکھتا ہے - ہمیشہ ایک شیشی اپنے پاس رکھو قیمت فی شیشی ۴ر محصول ڈاک ایک شیشی سے چار تک ۵ر

عرق پودینہ

ولایتی پودینہ کی ہری پتیوں سے یہ عرق بنایا جاتا ہے رنگ بیئر کے رنگ کا سا ہے - اور خوشبو بھی پتیوں کی سی آتی ہے یہ عرق ڈاکٹر برمن کی صلاح سے ولایت کے نامی دوا فروش نے بنایا ہے ریاح کے لئے نہایت مفید دوا ہے پیٹ کا پھولنا ڈکار آنا بد ہضمی متلی انتہا کم ہونا وغیرہ ریاح کی علامت دور ہو جاتی ہیں قیمت ۸ر

ڈاکٹر ایس کے برمن تارا چند دت نمبر ۵ و ۶ سٹریٹ کلکتہ

اصلی میرا اور میریکا سرمہ اور ست سلاجیت

اصلی میرا اور میرے کے سرمہ کا اعلان عرصہ سے شائع ہو رہا ہے اس اثنا میں بہت سے لوگوں نے فائدہ اٹھایا ہے - یہ سرمہ حضرت خلیفۃ المسیح مولوی حکیم نورالدین مدظلہ کے مجوزہ نسخہ کے موافق طیار کیا گیا ہے - اصلی میرا جسکو خود حضرت نے دیکھ کر اصلی میرا ہونے کی تصدیق فرمائی ہے اس میں ڈالا جاتا ہے - حضرت نے اس سرمہ کے متعلق خود فرمایا کہ "برائے امراض چشم مفید است" اس شہادت کے بعد کسی اور شہادت کی ضرورت نہیں - کیونکہ کئی لاکھ افراد کا امام جو حیثیت اور تجربہ سے بھی طبی امام کہلانیکا حقدار ہے اس کے مفید ہونے کی شہادت دیتا ہے یہ سرمہ دھند جالا پھولا اور دیگر امراض چشم کے لئے نہایت مفید ہے - قیمت سرمہ اول قسم ۴ر قسم دوم ۲ر قسم سوم : اصلی میرا فیتولہ ۵ر قسم دوم ۳ر

ست سلاجیت

محیط اعظم سے نقل کیا گیا جس کی عبارت یہ ہے - مقوی جمیع اعضاء نافع صرع مشتہی طعام - قاطع بلغم و ریاح دافع بواسیر - اور جذام اور استسقاء زردی رنگ و تنگی نفس و شیخوخیت و فساد بلغم و قاتل کرم شکم مفتت سنگ مثانہ و سلسل بول و سیلان منی و یبوست اور مفاصل وغیرہ وغیرہ امراض کے لئے نہایت مفید ہے - بقدر دانہ نخود صبح کے وقت دودھ کے ساتھ استعمال کرو - قیمت فیتولہ ۱۲ر

لنگیاں اور کلاہ

ہر قسم کی لنگیاں - مشہدی - پشاوری اور بادامی سیاہ و سفید - ماشی - ریشمی - سوتی - لٹھری صافہ سفید بادامی - پشاوری ٹوپیاں اور زری کی پشاوری جوتیاں ہر قسم اور ہر قیمت کی مل سکتی ہیں ۔

المشتہر

احمد نور کابلی مہاجر سوداگر

قادیان ضلع گورداسپور